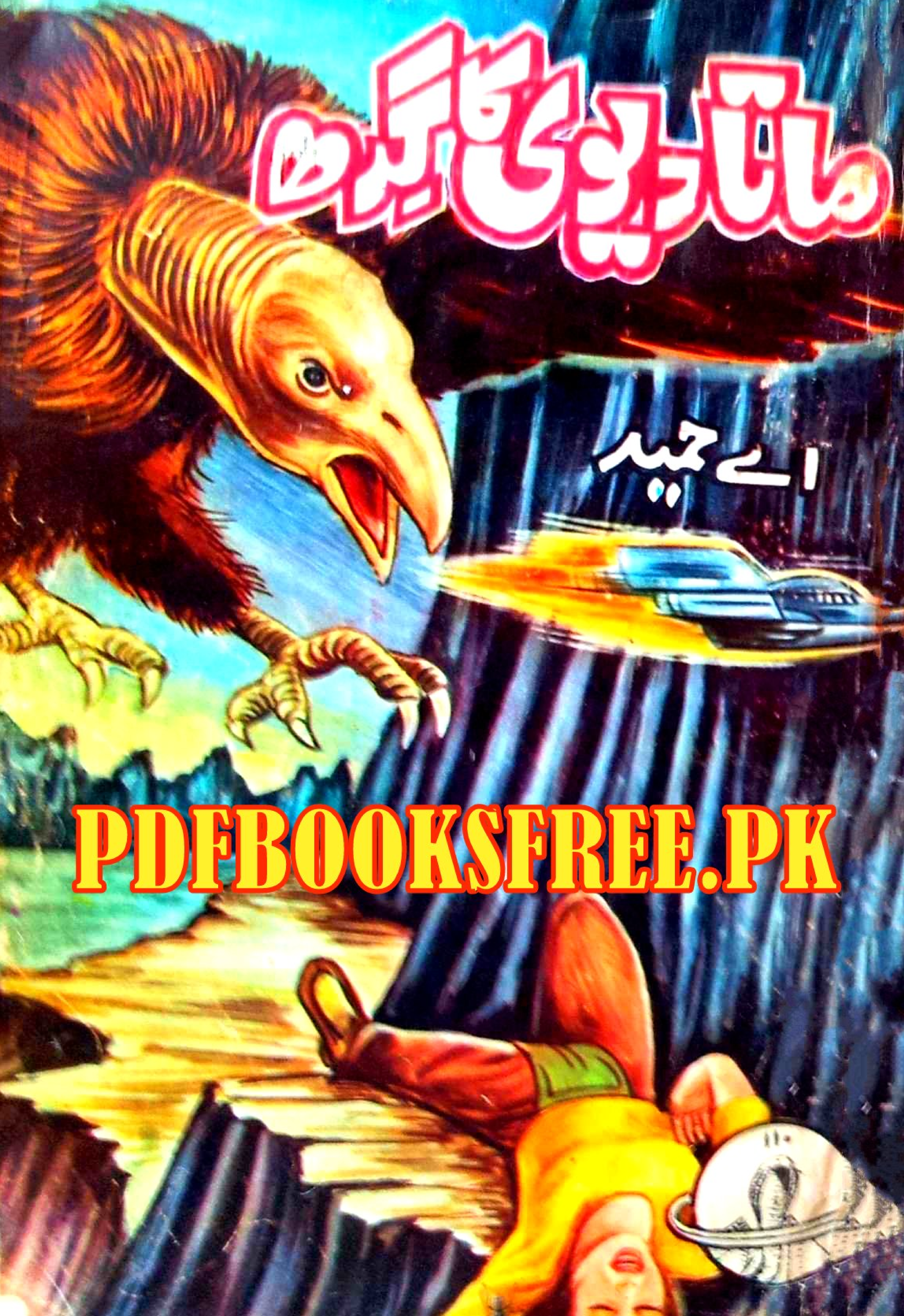

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا اور کمیٹی خلا میں

ماتا دیوی کا گدھ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو:

گھنٹہ گھر پشاور شہر سے ہمارے ایک دوست شبیر احمد لکھتے ہیں کہ "عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں" کی قسط خلائی جہاز کی ممی پڑھی بے حد پسند آئی۔ آپ سے گذارش ہے کہ یہ سلسلہ جاری رکھیں اور مہینے میں چار کتابیں شائع کیا کریں۔ ہم اپنے دوست شبیر احمد کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں خط لکھا اور قسط پسند کرنے پر بھی ہم اس کے تہہ دل سے شکرگذار ہیں۔ شبیر احمد بھائی چار کتابیں چھاپنے میں کئی مشکلات ہیں۔ پھر بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے پیارے دوستوں کو ہر ماہ کم از کم تین کتابیں ضرور دیا کریں۔ ایک بات میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کتابوں کے لیے منی آرڈر نہ بھیجا کریں بلکہ مکتبہ اقراء۔ ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور کو منی آرڈر بھیجا کریں۔ سرگودھا سے ہمارے دوست محمد رمضان صاحب نے ۲۰ روپے کا منی آرڈر بھیجا تھا جو میں نے واپس کر دیا اور ان سے بھی گذارش ہے کہ وہ یہ منی آرڈر نیا مکتبہ اقراء ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور کے نام بھیج دیں انہیں کتابیں پوسٹ کر دی جائیں گی۔

تمہارا انکل

اے۔ حمید

۴۵۴۰۷

راہ چمن۔ سمن آباد

لاہور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت: ۵۰/۷ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول: [illegible]
ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
طابع: تاج دین پرنٹرز [illegible] لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- ماتا دیوی کا گدھا
- سرخ غار
- عنبر دلدل میں
- زندہ قبر
- پُراسرار اہرام

ماتا دیوی کا گدھا۔

مریخی پہرے دار چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔

عنبر اور مصرانی سیاہ پتھروں کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے۔ عنبر نے مصرانی کے کان کے پاس منہ لا کر کہا:

"میں جا کر اسے قابو کرتا ہوں۔ تم یہاں ٹھہرو۔"

اس سے پہلے کہ حبشی لڑکی مصرانی اسے منع کرتی عنبر رینگ کر دو تین قدم آگے نکل چکا تھا۔ مریخی پہرے دار کو کچھ خبر نہیں تھی۔ ابھی تک وہ بڑے اطمینان سے خشک نالے کے دہانے پر ٹہل کر پہرہ دے رہا تھا۔ عنبر رینگتا ہوا اس کے عقب میں جا پہنچا۔ عنبر کی سکیم یہ تھی کہ وہ اچانک پیچھے سے حملہ کر کے پہرے دار کو بے بس کر دے گا۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ مریخی پہرے دار کے سینے پر ایک خفیہ ریڈار لگا ہے جو اسے عنبر کے بارے میں خبردار کر دے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جونہی عنبر پیچھے سے رینگتا رینگتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راڈار کی رینج میں پہنچا۔ مریخی پہرے دار کے سینے پر لگا ہوا ننھا سا راڈار سگنل دینے لگا۔ پہرے دار نے پلٹ کر پیچھے دیکھا کہ ایک انسان زمین پر رینگتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ عنبر نے پہرے دار کو پلٹ کر اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھا تو مریخ کے پہرے دار پر حملہ کرنے کے لیے لپکا۔ مگر اس سے پہلے کہ عنبر حملہ کرتا مریخ کا پہرے دار اس پر اپنی لیزر گن فائر کر چکا تھا۔

لیزر گن میں سے سفید باریک روشنی کی دھار نکل کر عنبر کے سینے پر پڑی۔ عنبر کا خیال تھا کہ اسے کچھ نہیں ہوگا مگر اس روشنی کی شعاع نے عنبر کو ایک دھکا لگایا۔ عنبر اچھل کر پیچھے گرا اور بے ہوش ہوگیا۔

مصرانی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ عنبر کو مریخی پہرے دار کے فائر سے بے ہوش ہوتے دیکھ کر وہ یہی سمجھی کہ عنبر مر گیا ہے۔ وہ پیچھے کو دوڑی اور دوڑتی ہی چلی گئی۔ مریخی پہرے دار نے عنبر کو جھک کر دیکھا۔ عنبر بے ہوش تھا۔ پہرے دار نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور اندر لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے چیف کے سامنے کھڑا تھا۔ عنبر زمین پر ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ ایٹمی ری ایکٹر

کے چیف نے عنبر کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اس کو ہوش آئے تو یورینیم کی کان میں لے جا کر دوسرے حبشیوں کے ساتھ کام پر لگا دو۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ غلاموں کی ضرورت ہے۔"

پہرے دار نے عنبر کو اٹھایا اور زمین دوز ایٹمی ری ایکٹر کے ایک گھومتے ہوئے پٹے پر ڈال دیا۔ یہ پٹہ آگے کو چل رہا تھا۔ عنبر کو اس پٹے نے ایک تاریک سرنگ میں سے نکال کر کھلی جگہ پر لا کر ڈال دیا۔ یہاں مریخ کی مخلوق کے چار اونچے لمبے آدمی سفید خلائی سوٹ پہنے ہاتھوں میں ہنٹر لیے کھڑے تھے۔ سامنے ایک بارک تھی جس کے برآمدے میں پندرہ بیس حبشی غلام زنجیروں میں جکڑے سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ عنبر کو بھی زنجیروں میں جکڑ کر برآمدے میں دوسرے غلاموں کے پاس ڈال دیا گیا۔ کسی غلام نے عنبر کی طرف نہ دیکھا۔ وہ جانتے تھے کہ یہ بھی کسی جگہ سے پکڑ کر لایا ہوا غلام ہے جو ان کے ساتھ یورینیم کی کان میں کام کرتے کرتے مر جائے گا۔

ان غلاموں کو دن میں ایک بار کھانا ملتا تھا۔ ان کے سیاہ جسم کمزور ہو رہے تھے۔ چہرے پر موت کے سائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رقص کرتے رہتے۔ عنبر کو تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھ کر اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہوئی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنی غیبی اور غیر معمولی طاقت سے کام لے کر ان زنجیروں کو توڑ ڈالے گا۔

اس نے اپنے ارد گرد سیاہ فام غلاموں کو دیکھا تو ایک غلام سے پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں اور انہیں زنجیروں میں کیوں جکڑا گیا ہے؟

ایک بوڑھے سیاہ فام حبشی غلام نے جس کا نام کیتو تھا آہستہ سے سر گھما کر اپنی مردہ زرد آنکھوں سے عنبر کو دیکھا اور کمزور آواز میں کہا:

"بیٹا! ہم غلام ہیں۔ تم بھی غلام ہو۔ اب تم بھی ہمارے ساتھ یورینیم کی کان میں جانوروں کی طرح کام کرو گے۔ تمہیں دن میں ایک بار باجرے کی باسی روٹی اور دو بار پانی ملے گا۔"

عنبر خاموش نظروں سے بوڑھے حبشی کو تک رہا تھا۔

حبشی غلام کیتو نے آہ بھر کر آہستہ سے کہا:

"ہم بہت جلد مر جائیں گے۔ تم بھی ایک روز مر جاؤ گے اور تمہارا جسم کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے گا تاکہ جنگلی درندے اسے نوچ نوچ

کر کھاتے رہیں۔"

عنبر بولا: "تمہارا نام کیا ہے بابا؟"

"کیتو" بوڑھا حبشی بولا: "میرا نام کیتو ہے تم کو یہ لوگ کہاں سے پکڑ کر لائے ہیں؟"

عنبر نے اصلی بات نہ بتائی اور کہا:

"میں جنگل میں جا رہا تھا کہ یہ لوگ مجھے پکڑ کر یہاں لے آئے۔ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔"

پھر اس نے بوڑھے حبشی سے پوچھا:

"کیتو بابا! یہ کون سا سیارہ ہے؟"

دوسرے حبشی غلام اداس نظروں سے عنبر کو تکنے لگے۔

بوڑھے حبشی غلام نے کہا:

"کیا تم کسی دوسرے سیارے سے آئے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ ہماری اپنی زمین ہے اور ہم جنوبی افریقہ کے آخری کونے والے ملک میں ہیں؟"

عنبر کو یقین ہو گیا کہ یہ اس کی اپنی اصلی دنیا ہی ہے۔ اب اسے حبشی لڑکی مصرانی کا خیال آیا کہ اس کے بے ہوش ہو جانے کے بعد وہ کہاں گئی ہو گی؟

بوڑھا حبشی غلام ٹھنڈی سانس بھر کر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم بھی دوسرے لوگوں کی طرح ایٹمی جنگ میں مر جاتے تو اچھا تھا۔"

ایک دوسرا حبشی غلام آہستہ سے کہنے لگا:

"تب نہیں مرے تو اب مر جائیں گے۔ آخر اس دوسری دنیا کی مخلوق کا ظلم کب تک برداشت کرسکیں گے۔"

عنبر نے سوال کیا:

"کیا یہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہیں؟"

"ہاں" بوڑھا حبشی بولا: "یہ مریخ سے آئے ہیں۔ یہاں انہوں نے زمین کے اندر لیبارٹری بنا رکھی ہے۔ ہمارے ملک سے یہ یورینیم نکال کر اپنے سیارہ مریخ پر لے جا رہے ہیں۔"

عنبر کو مصرانی کے ماں باپ کا خیال آگیا۔ مصرانی اپنے ماں باپ کی تلاش میں اس کے ساتھ یہاں آئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ میرے ماں باپ یہاں ایک ایسی کان میں بند ہیں جہاں سے مریخ کی مخلوق سونا نکالتی ہے۔ عنبر نے بوڑھے حبشی سے اس سونے کی کان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا:

"سونے کی ایک کان یہاں سے دور جنگل میں

ہے۔ وہاں بھی کچھ سیاہ فام غلام کام کرتے ہیں۔"

عنبر خاموش ہو گیا۔ اب اس نے اپنی طاقت آزمانی چاہی کہ دیکھے اس کی طاقت کہیں لیزر کے فائر سے ختم تو نہیں ہو گئی۔ عنبر کے پاؤں میں بھی دوسرے حبشی غلاموں کی طرح بیڑیاں پڑی تھیں۔ یہ بیڑیاں لوہے کی تھیں۔ عنبر نے اپنے ایک پاؤں کی بیڑی کو ہاتھ میں پکڑ کر ذرا سا زور لگا کر پیچھے کو کھینچا تو وہ کھل گئی۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا۔

عنبر کی طاقت موجود تھی۔ وہ بڑا خوش ہوا۔

اب اسے وہاں سے فرار ہونا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مریخی پہرے داروں کی گن فائر سے وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ وہ فائرنگ سے بچ کر فرار ہونا چاہتا تھا۔ عنبر کو ایک یہ بھی حوصلہ تھا کہ غیبی شیشہ اس کی جیب میں ابھی تک موجود ہے۔ جس کی روشنی ڈال کر وہ غائب ہو سکتا ہے۔ مگر وہ مصرانی کو اکیلا چھوڑ کر وہاں سے غائب نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اسے یہ بھی علم نہیں تھا کہ غیبی شیشے کے پیچھے لگی سوئی کو کس ڈگری پر رکھ کر شیشے کا بٹن دبائے کہ وہ مصرانی کے پاس پہنچ جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس لیے وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔
اس نے اپنے پاؤں کی لوہے کی بیڑی کو وہیں جما دیا۔
بوڑھے حبشی غلام کیتو نے عنبر کو اپنے پاؤں کی بیڑی کو ہلاتے دیکھا۔ تو گردن گھما کر کہنے لگا:

"یہ لوہے کی بیڑیاں ہیں۔ تم خالی ہاتھوں سے اسے کبھی نہیں کاٹ سکتے۔ اب یہاں سے بھاگنے کا خیال دل سے نکال دو۔ تمہیں ہمارے ساتھ ہی ایک روز کان میں یورنیم کھودتے کھودتے مر جانا ہے۔"

بوڑھا حبشی آہ بھر کر خاموش ہو گیا۔

اتنے میں اونچے لمبے مریکی ہنٹر والے نے ہنٹر کو زور سے جھٹکا۔ فضا میں ایک پٹاخہ سا پھٹا۔ سارے حبشی غلام سہم کر اسے تکنے لگے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ غلاموں کو کان میں پہنچا دیا جائے۔

کھلی ہوا میں چند لمحے سانس لینے کے بعد زنجیروں میں جکڑے غلاموں کو ایک بڑے ٹرک میں ڈال کر وہاں سے تھوڑی دُور یورنیم کی کان میں پہنچا دیا گیا۔ عنبر بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ اس کان میں زمین کے نیچے غلام پہاڑی دیواروں کو ڈائنامیٹ لگا کر اڑاتے پھر اس میں

سے یورنیم ملے مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلے اٹھا کر ٹرالی میں ڈالتے جاتے۔ ٹرالی بھر جاتی تو اسے غلام کھینچ کر کان کے باہر پہنچا دیتے۔

عنبر خاموشی سے غلام بن کر ان کے ساتھ کام کرنے لگا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ کب اسے وہاں سے فرار ہونے کا موقع ملے گا۔ اسے معرانی کا خیال بار بار پریشان کر رہا تھا کہ بے چاری لڑکی اکیلی کہاں ماری ماری پھر رہی ہو گی۔ اسے یہ غم بھی تھا کہ کہیں وہ بھی نہ پکڑی گئی ہو۔

شام تک عنبر دوسرے غلاموں کے ساتھ کان میں کام کرتا رہا۔

اس کے بعد انہیں پینے کو پانی دیا گیا اور پھر کان سے باہر نکال کر کھلی ہوا میں بٹھا دیا گیا۔ نیم مردہ حبشی غلام پسینے میں شرابور تھے۔ شام کا اندھیرا آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا تھا۔ پہرے دار چند گز کے فاصلے پر ٹرک کے پاس کھڑے تھے۔ پھر سارے غلاموں کو ٹرک میں بٹھا دیا گیا تاکہ انہیں کوٹھڑیوں میں لے جا کر بند کر دیا جائے۔ عنبر نے سوچا کہ اب اسے راستے میں فرار ہو جانا چاہیے۔ یہ ٹرک اوپر سے کھلا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے بوڑھے حبشی سے کہا:

"اگر تم چاہو تو میں تمہاری زنجیریں توڑ کر آزاد کرا سکتا ہوں۔ کیا تم یہاں سے بھاگنا پسند کرو گے؟"

دوسرے غلاموں نے یہ بات سنی تو کچھ نہ بولے۔ بوڑھا حبشی بھی خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹھنڈا سانس بھر کر بولا:

"بھاگنے سے کیا ہو گا۔ یہ لوگ ہمیں پھر پکڑ کر لے آئیں گے اب ہمیں اسی جگہ مرنا ہے۔ مگر تم یہ لوہے کی زنجیر کیسے توڑ سکو گے؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"یہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔"

ٹرک جنگل راستے پر چلا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی۔ عنبر نے پاؤں کی بیڑی کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر ذرا سا جھٹکا دیا۔ بیڑی ٹوٹ گئی۔ سارے غلام پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے۔ وہ اسے کوئی آسمانی دیوتا سمجھ رہے تھے۔ عنبر نے اپنے دوسرے پاؤں کی بیڑی بھی توڑ دی۔ اس کے بعد اپنی گردن میں پڑی ہوئی زنجیر کو توڑ دیا۔ اب وہ آزاد تھا۔

اس نے حبشی غلاموں کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا:

"گارڈ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہے۔ اگر تم چاہو تو

میں تمہاری زنجیریں بھی توڑ سکتا ہوں۔"

غلاموں نے سر جھکا دیئے اور ٹھنڈی آہیں بھرنے لگے۔

بوڑھے حبشی نے کہا:

"بیٹا! اب ہم میں فرار ہونے کی بھی طاقت نہیں رہی تم جوان ہو۔ نئے نئے یہاں قید ہوئے ہو۔ تمہارے اندر ابھی طاقت ہے۔ تم فرار ہو جاؤ۔"

عنبر نے دیکھا کر ٹرک جنگل میں ایسی جگہ سے گذر رہا تھا کر اس کی ایک جانب پہاڑ کی دیوار تھی اور دوسری طرف ایک ہری بھری گھاس والی ڈھلان تھی جو دُور تک چلی گئی تھی۔ عنبر نے غلاموں کو سلام کیا اور اپنے آپ کو چلتے ٹرک میں سے سڑک کی ڈھلان پر گرا دیا۔

وہ اونچی جنگلی گھاس میں دور تک لڑھکتا چلا گیا۔ جنگل کے درختوں پر اندھیرا چھا رہا تھا۔ عنبر ایک جگہ رک گیا۔ اس نے اٹھ کر ارد گرد کا جائزہ لیا۔ وہ اونچے اونچے گھنے درختوں والے جنگل کے کنارے پر کھڑا تھا۔ اس جنگل میں تاریکی پھیل رہی تھی۔ اس نے اوپر کی طرف نگاہ دوڑائی۔ دُور پہاڑی کی بل کھاتی سڑک پر وہ ٹرک جا رہا تھا جس میں سے اس نے چھلانگ لگائی تھی۔

عنبر کے دل میں ناگ ماریا کیمپ اور بھتوسانگ کا بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خیال تھا کہ خدا جانے وہ کس جگہ پر ہوں گے کس حا
میں ہوں گے اور ان سے کہاں ملاقات ہوتی ہے لیک
اس وقت عنبر کے دل میں حبشی لڑکی مصرانی کا خیال ز
نمایاں تھا۔ کیوں کہ وہ اس کے ساتھ آئی تھی اور اسے ا
بوڑھے ماں باپ سے ملنا تھا۔

عنبر جنگل میں داخل ہو گیا کہ شاید وہاں مصرانی کسی
چھپی بیٹھی ہو۔

رات ہو گئی۔ جنگل میں گہری تاریکی چھا گئی۔ عنبر چل
چلا گیا۔ جنگل ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ جنگل سنسان
نہ وہاں کوئی جنگلی درندہ اسے ملا اور نہ درختوں پر ک
پرندہ ہی بول رہا تھا۔ ایٹمی جنگ کے بعد خدا جانے پرند
اور درندے کہاں غائب ہو گئے تھے۔ شاید وہ بھی دو
بدقسمت انسانوں کے ساتھ مر گئے تھے۔ جب چلتے چلتے
کو کافی دیر ہو گئی تو وہ ایک جگہ درختوں میں ج
گیا۔ یہاں قریب ہی ایک چھوٹا سا نالہ بہہ رہا تھا۔
نے جیب سے گول شیشہ نکال کر دیکھا۔ اندھیرے میں
اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔

شیشے کے پیچھے ڈائیل پر کتنے ہی ہندسے اور ڈگ
کے نشان بنے ہوئے تھے۔ عنبر کو چونکہ معلوم نہیں تھا

وہ سوئی کو کون سے ہندسے پر رکھے تو غائب ہو کر مصرانی سے مل سکتا ہے اس لیے یہ شیشہ ابھی تک اس کے کسی کام کا نہیں تھا۔ پھر بھی اس نے شیشے کو جیب میں سنبھال کر رکھ لیا اور درخت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کریں۔ کتنے ہی سال ہو گئے تھے وہ سویا نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ موقع بھی مل گیا ہے تو کیوں نہ وہ تھوڑی دیر نیند کے مزے لے۔

اس نے نیند کا خیال کیا اور وہ اسی لمحے سو گیا۔

O

عنبر کو یہاں سوتا چھوڑ کر ہم حبشی لڑکی مصرانی کی طرف جاتے ہیں۔

جب مصرانی نے عنبر کو گرتے دیکھ کر وہاں سے دوڑی تو اس نے پیچھے بھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ کسی خفیہ راڈار کے ذریعے مریخ کے پہرے دار نے عنبر کو اپنے پیچھے آتا دیکھ لیا تھا اور اس پر حملہ کر دیا۔ وہ تو یہ سمجھی ہوئی تھی کہ اس کا ساتھی عنبر لیزر گن کے فائر سے مر گیا ہے اور اب وہ اکیلی رہ گئی ہے۔ چنانچہ وہ دوڑتی چلی گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک گہری کھڈ میں پہنچ کر وہ سخت تھک گئی اور جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی مریخی سپاہی نہیں آ رہا تھا۔ انہیں حبشی لڑکی کا علم نہیں تھا۔ مصرانی کو عنبر کی موت کا سخت صدمہ ہوا تھا۔ مگر وہ اس کی مدد نہیں کر سکتی تھی۔ اگر وہ آگے بڑھتی تو مریخی پہرے دار اسے بھی فائر کر کے ہلاک کر ڈالتا۔

تھوڑی دیر سستانے کے بعد مصرانی اٹھی اور جھاڑیوں میں سے گذرتی کھڈ سے باہر آ گئی۔ ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ سورج مغرب میں پہاڑ کے اوپر جھک گیا تھا۔ مصرانی کو اس کان کا پتہ نہیں تھا جہاں اس کے ماں باپ قید تھے۔ وہ صرف اتنا جانتی تھی کہ مریخ کی مخلوق کے زیر زمین ایٹمی ری ایکٹر کے قریب ہی جو جنگل ہے۔ اس جنگل میں کہیں سونے کی کان ہے۔ اگرچہ مصرانی اس علاقے کو جانتی تھی مگر سونے کی کان اس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ کان ایک عرصہ ہوا بند کر دی گئی تھی۔ اسے علم نہیں تھا کہ مریخ کی مخلوق نے اس میں سے دوبارہ سونا نکالنا شروع کر دیا تھا۔ اس کی بائیں جانب ویران میدان تھا جو دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ بائیں ہاتھ کو سنگلاخ چٹانیں تھیں۔ آگے دور سے

ایک دریا نظر آ رہا تھا۔ یہ اس علاقے کا مشہور دریا تھا۔ مصرانی کو معلوم تھا کہ دریا پار ویران علاقہ ہے جو دور سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ مصرانی نے چٹانوں کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اس کے باپ نے ایک بار کہا تھا کہ سونے کی کان جہاں پر ہے وہاں بڑی بڑی چٹانوں کے پاس ہی ایک جنگل ہے اس جنگل میں سونے کی کان ہے۔

مصرانی اس خیال سے ان چٹانوں کی طرف جا رہی تھی کہ ہو سکتا ہے سونے کی کان والا جنگل ان چٹانوں کی دوسری طرف ہو۔ اسے اپنے ماں باپ کی یاد ستا رہی تھی۔ چلتی چلتی جب وہ چٹانوں کے قریب پہنچی تو اسے ان چٹانوں کے پیچھے گھنے سرسبز جنگل کے درخت نظر آئے۔ وہ بڑی خوش ہوئی کہ ہو سکتا ہے سونے کی کان اس جنگل میں ہو۔

یہ چٹانیں بڑی ڈراؤنی تھیں۔ بچپن میں بھی مصرانی ان چٹانوں کی طرف آتے ہوئے ڈرا کرتی تھی۔ کیوں کہ اس کے دادا جان کہا کرتے تھے کہ ان چٹانوں میں بدروحیں رہتی ہیں۔

اس وقت بھی مصرانی ان چٹانوں کی طرف جاتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ لیکن اپنے ماں باپ کی محبت اسے چلنے پر مجبور کر رہی تھی۔ کیوں کہ سونے کی کان والا جنگل ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چٹانوں کے عقب ہی میں تھا۔ جب وہ چٹانوں کے پاس آئی تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ یہ کالی سیاہ چٹانیں تھیں جن کی چوٹیاں نوکیلی تھیں اور وہاں موت ایسا سناٹا چھایا ہوا تھا۔

چٹانوں کو دیکھ کر خوف آتا تھا۔ حبشی لڑکی مصرانی کو یوں لگا جیسے چٹانیں بھی اسے پتھریلی نگاہوں سے گھور رہی ہیں۔ اسے اپنے دوست عنبر کا خیال آنے لگا۔ کاش اس وقت وہ اس کے ساتھ ہوتا۔ مگر اس کے خیال کے مطابق تو عنبر مر چکا تھا۔

عنبر کو یاد کر کے مصرانی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کتنا بہادر نوجوان تھا۔ اس نے اسے موت کے منہ سے نکالا تھا مگر اپنے آپ کو موت سے نہ بچا سکا۔ مصرانی دو اونچی اونچی چٹانوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے سیاہ چٹانیں اس کے اوپر جھک رہی ہیں۔ وہ سہم کر ایک طرف ہٹ گئی۔

لیکن یہ اس کا وہم تھا۔ چٹانیں اپنی جگہ پر کھڑی تھیں۔ جب انسان کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے تو اسے ہر طرف ڈراؤنی چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ انسان کو کسی چیز سے خوف نہیں کھانا چاہیے ور

ہر حالت میں خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے مگر مصرانی ایک کمزور دل کی لڑکی تھی۔ وہ ایک دہشت ناک فضا سے نکل کر آئی تھی اور اب قدم قدم پر ڈر رہی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے دادا جان سے سن رکھا تھا کہ ان چٹانوں میں بدروحیں رہتی ہیں۔ اس وجہ سے بھی وہ ڈر رہی تھی کہ کہیں کوئی بدروح نہ اسے پکڑ لے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں بدروح کہیں بھی نہیں ہوتی۔ انسان اپنے وہم سے ہی ڈرتا رہتا ہے۔

مصرانی بھی ایک کمزور لڑکی تھی۔ وہ بھی ڈر رہی تھی۔

وہ ان دو چٹانوں سے باہر نکلی تو سامنے ایک اور چٹان کھڑی تھی۔ اس چٹان کے اوپر ایک گدھ بیٹھا اپنی گردن نیچے کیے حبشی لڑکی مصرانی کو گھور رہا تھا۔ مصرانی تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے گزرنے لگی تو گدھ نے ایک چیخ ماری اور پھڑپھڑاتی ہوا اڑا اور مصرانی کے سر کے اوپر آ کر اپنے بڑے بڑے جہازی پر پھیلا دیے۔

حبشی لڑکی مصرانی چیخ مار کر پیچھے کو دوڑی۔ گدھ نے اسے اپنے پنجوں میں جکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ خوف کے مارے مصرانی بے ہوش ہو گئی۔ گدھ اسے اڑاتی ہوئی چٹانوں کی دوسری جانب ایک غار کے دہانے پر لے آئی۔ یہاں گدھ نے اپنے حلق

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ایک بھیانک چیخ نکالی۔ اس چیخ کی آواز کے ساتھ ہی غار کے آگے پڑا ہوا بھاری پتھر پیچھے ہٹ گیا۔ گدھ مصرانی کو پنجوں میں دبوچے غار میں داخل ہو گئی۔

یہ غار کافی بڑا تھا مگر یہاں کالا سیاہ اندھیرا چھایا تھا۔ گدھ غار کے اندر اڑتی چلی گئی۔ آگے غار میں ایک جگہ دروازہ آگیا جس کی دونوں جانب مشعلیں جل رہی تھیں۔ دو اونچی لمبی سخت چہروں والی سیاہ فام حبشی عورتیں تلواریں ہاتھوں میں لیے اس دروازے کے باہر پہرہ دے رہی تھیں گدھ نے مصرانی کو اپنے پنجوں سے نکال کر وہاں دروازے کے آگے ڈال دیا اور چیخ مار کر واپس اڑ گئی۔

مصرانی وہاں بے ہوش پڑی تھی۔ پہرے دار حبشی عورتوں نے جھک کر مصرانی کو دیکھا۔ ان کے کرخت چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ بے ہوش مصرانی کو اٹھا کر دروازے کے اندر داخل ہو گئیں۔

دوسری طرف پتھر کی سیڑھیاں نیچے اُترتی تھیں۔ حبشی عورتوں میں سے ایک نے مصرانی کو اپنے کاندھے پر ڈال رکھا تھا۔ دوسری آگے آگے سیڑھیاں اُترنے لگی۔ سیڑھیاں ختم ہوئیں تو ایک دالان سا آگیا جہاں بڑے بڑے سیاہ ستون اُوپر چھت تک چلے گئے تھے۔ وہ دالان سے بھی گذر گئیں۔

آگے ایک دوسرا دالان آگیا جس کی دونوں جانب جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں اور یہاں بھی اونچی لمبی کرخت چہروں والی حبشی عورتیں تلواریں ہاتھوں میں لیے چپ چاپ کھڑی پہرہ دے رہی تھیں۔ بے ہوش مصرانی کو کاندھے پر اُٹھائے حبشی عورتیں اس دالان سے بھی گذر گئیں۔ اب ان کے سامنے ایک محراب دار دروازہ تھا جس کے سامنے ایک چھوٹے سے چبوترے میں آگ روشن تھی۔ آگ کے گلابی شعلے اوپر کو اُٹھ رہے تھے۔ تین حبشی عورتیں یہاں آگ کے آگے ہاتھ باندھے سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ انہوں نے فوراً اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ مصرانی ابھی تک بے ہوش تھی۔ دروازے میں سے گذرنے کے بعد دونوں حبشی عورتیں مصرانی کو لے کر ایک گول کمرے میں آگئیں۔ یہاں زمین پر بیئر کی کھال بچھی تھی۔ ان عورتوں نے مصرانی کو بیئر کی کھال کے بستر پر لٹا کر رسی سے اس کے ہاتھ پیر جکڑ دیئے اور باہر آ کر آگ کے سامنے بیٹھی ہوئی عورتوں کو ایک خاص اشارہ کیا۔ ان عورتوں نے سر جھکا دیا۔ جیسے ان کے اشارے کا مطلب سمجھ گئی ہوں۔

دونوں حبشی عورتیں وہاں سے چلی گئیں۔ محرابی دروازے کے باہر بیٹھی عورتوں میں سے دو اٹھیں اور تلوار لے کر دروازے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے آگے کھڑی ہو گئیں جو حبشی عورتیں مصراتی کو اٹھا کر وہاں لائی تھیں ان میں سے ایک نے دوسری سے کہا:

"لاچی! میں ماتا دیوی کو خوش خبری سنانے جا رہی ہوں۔ تم پہرہ سخت کر دینا۔ اگر یہ لڑکی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تو ماتا دیوی ہمارے سر قلم کروا دے گی۔"

دوسری حبشی عورت بولی:

"لاچی! تم فکر مت کرو۔"

اونچی لمبی حبشی عورت لاچی ایک طرف کو مڑ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ اس زمین دوز سرنگ میں وہ جہاں سے گذرتی پہرہ دیتی حبشی عورتیں جھک کر سلام کرتیں۔ یہ ساری کی ساری حبشی عورتیں اونچی لمبی تھیں اور ان کے چہرے کرخت اور سنگ دل لگتے تھے۔

حبشی عورت لاچی ایک جگہ غار کی سیڑھیاں اُتر کر بہت بڑے ہال کمرے میں داخل ہو گئی۔ یہاں دونوں جانب دیوار کے ساتھ اونچے قد کی حبشی عورتیں دونوں ہاتھ سینے پر باندھے سر جھکائے ادب سے کھڑی تھیں۔ لاچی ان کے درمیان سے گذرتی گئی۔ سامنے بارہ ستون کھڑے تھے۔ ان ستونوں کے آگے زمین سے سنگ مرمر کی سیڑھیوں کا ایک چبوترہ اوپر کو

اٹھا ہوا تھا جس پر سرخ پتھر کی چھتری پڑی ہوئی تھی۔ اس چھتری کے نیچے سرخ پتھر کا تخت بچھا تھا۔ تخت پر ایک بوڑھی عورت آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔

اس بوڑھی عورت کی عمر دو سو برس سے کم نہیں ہو گی۔ اس کی بھنوؤں کے بال بھی سفید ہو کر آنکھوں کے آگے لٹک رہے تھے۔ سر کے سفید بال روئی کے گالے بن گئے تھے۔ چہرے پر بے شمار جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے سُرخ چادر اوڑھ رکھی تھی مگر اس میں سے اس کے جسم کی ہڈیوں کے کونے باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اس کا بوڑھا سر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ مگر اس کی آنکھوں میں ایسی تیز اور سرخ چمک تھی کہ اس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔ یہ ماتا دیوی تھی جو اس قبیلے کی دیوی تھی۔ دو کالے سیاہ بلے اس کے دائیں بائیں بیٹھے اپنے زرد دانت نکالے غرا رہے تھے۔ حبشی عورت لاچی تخت کے سامنے جا کر دوزانو ہو گئی۔ اس نے گردن جھکا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔ ماتا دیوی نے آنکھیں اوپر اٹھائے بغیر کانپتی ہوئی بوڑھی آواز میں پوچھا:

"کیا خبر لائی ہو لاچی؟"

لاچی نے ادب سے کہا:

"ماتا دیوی! تم پر اگنی دیوی مہربان ہو۔ میں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہارے لیے خوش خبری لائی ہوں۔"

ماتا دیوی نے اب بھی گردن اوپر نہ اٹھائی۔ ویسے ہی کپکپاتی آواز میں سوال کیا:

"میرے لیے تم کیا خوش خبری لا سکتی ہو۔ میری عمر دو سو برس کی ہو گئی ہے۔ اگنی دیوی مجھے موت ہی نہیں دیتی۔ مجھے میری ہم شکل لڑکی کبھی نہیں ملے گی۔"

لاچی نے خوشی بھری آواز میں کہا:

"ماتا دیوی! اگنی دیوی! تجھے مبارک ہو! ہمیں تمہاری ہم شکل لڑکی مل گئی ہے۔"

بوڑھی کھوسٹ ماتا دیوی نے گردن اٹھائی اور اپنے لرزتے ہڈیوں کے ڈھانچے جیسے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کے آگے آئے ہوئے بھنوؤں کے سفید بال پیچھے کو ہٹا کر لاچی کو دیکھا اور سوکھے مریل ہونٹ ہلائے۔ ماتا دیوی کے منہ میں ایک بھی دانت نہیں تھا۔

"لاچی! کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

لاچی نے کہا:

"ماتا دیوی! مقدس گدھ کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ مقدس گدھ نے آپ کو جوانی میں دیکھا ہے۔ اس

کو آپ کی شکل یاد ہے۔ وہ ابھی ابھی جنگل سے ایک ایسی خوبصورت لڑکی کو اٹھا کر لایا ہے جس کی شکل آپ سے بالکل ملتی ہے۔"

ماتا دیوی ایک پل کے لیے ساکت ہو گئی۔ پھر اس کے پوپلے منہ والے ہونٹ مسکراتے ہوئے پھیل گئے۔ اس نے کہا:

"لاچی! تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"جی ہاں ماتا دیوی! آپ کی کنیز کبھی آپ کے سامنے جھوٹ بول سکتی ہے؟ آپ کی ہم شکل لڑکی کو ہم نے بند کر کے رکھ لیا ہے؟"

بوڑھی ماتا دیوی کی سرخ آنکھوں کی چمک تیز ہو گئی تھی، جیسے اس میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ اس نے اپنا سوکھا مریل بازو آہستہ آہستہ اوپر اٹھایا اور کھرکھراتی آواز میں کہا:

"مقدس رسم کی تیاری کی جائے۔"

اس اعلان کے ساتھ ہی وہاں کھڑی تمام اونچی لمبی حبشی عورتوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور چبوترے کے سامنے آ کر ماتا دیوی کی تعریف میں رقص کرنے لگیں لاچی تین بار ماتا دیوی کے آگے جھکی اور الٹے پاؤں چبوترے سے نیچے اترنے لگی۔ زمین کے اندر چٹانوں کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے ماتا دیوی کی عورتوں کی سلطنت میں ایک جشن برپا ہو گیا۔ سب سے نچلے غار میں چار مقدس ستونوں کے درمیان آگ روشن کر دی گئی۔ بوڑھی ماتا دیوی کے تخت کو حبشی عورتیں کاندھے پر اٹھا کر لائیں۔ تخت کو آگ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آگ میں خوشبو دار جڑی بوٹیاں ڈالی جانے لگیں۔ ہر طرف خوشبوئیں پھیل گئیں۔ کالی سیاہ لمبی لمبی حبشی عورتیں تلواریں اور مشعلیں لے کر چاروں طرف کھڑی ہو گئیں۔ کچھ عورتوں نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ ایک عورت نے کڑچھے میں سلگتی خوشبوئیں لے کر ماتا دیوی کے تخت کے ارد گرد سات چکر لگائے۔ وہ پراسرار اشلوک پڑھ رہی تھی۔

بوڑھی کھوسٹ ماتا دیوی کا سفید بالوں والا سر جھکا ہوا تھا۔ اس کی بھنوؤں کے سفید بال لٹکے ہوئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ ہل رہی تھی اور پوپلے منہ سے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ اتنے میں ایک طرف سے شور بلند ہوا۔ سات حبشی عورتیں ایک تخت اٹھائے لیے آ رہی تھیں۔ اس تخت پر عنبر کی دوست حبشی لڑکی مصرانی بے ہوش پڑی تھی۔

اس لڑکی کو لا کر بوڑھی ماتا دیوی کے سامنے ڈال دیا

گیا۔ بوڑھی دیوی نے اپنی سفید بھنوؤں کو کانپتے ہاتھوں سے پرے ہٹا کر مصرانی کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور اس کا جھریوں بھرا چہرہ خوشی سے پھیل سا گیا۔ اس نے مسرت سے لرزتی کمزور سی آواز میں کہا:

"یہ میری ہم شکل ہے۔ ماتا دیوی پھر سے جوان ہو جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سُرخ غار

ہال کمرے میں چبوترے کی آگ تیز کر دی گئی۔

بے ہوش حبشی لڑکی مصرانی کو لمبی تڑنگی حبشی عورتوں نے اٹھا کر بوڑھی ماتا دیوی کے تخت کے آگے ایک بانس کے سٹریچر پر رکھ دیا۔ بوڑھی ماتا دیوی اپنے تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اگرچہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی مگر اس کی کمر بڑھاپے کی وجہ سے جھکی ہوئی تھی۔ اس کی حبشی خادماؤں نے اسے تھام رکھا تھا۔ تخت کے اوپر سے ایک فولادی تاروں سے بندھا ہوا تخت نیچے لٹکا دیا گیا۔ خادماؤں نے بوڑھی ماتا دیوی کو اٹھا کر اس لٹکتے ہوئے تخت پر بٹھا دیا۔ بے ہوش لڑکی مصرانی کو بوڑھی ماتا دیوی کے سامنے جھولتے تخت پر لیٹا دیا گیا۔ ماتا دیوی نے اپنی سُرخ چادر اس کے اوپر ڈال دی۔

حبشی رقص کرنے والی عورتوں نے اچھل اچھل کر ناچنا شروع کیا۔ دوسری عورتیں اونچی آواز میں اشلوک گانے لگیں۔

چار حبشی عورتیں آگ میں زعفران ڈال رہی تھیں۔ آگ کے شعلے بلند سے بلند تر ہو رہے تھے۔ اچانک بوڑھی ماتا دیوی نے ایک ہاتھ بے ہوش مصرانی کے سینے پر رکھ کر دوسرا ہاتھ بلند کر دیا۔

بوڑھی ماتا دیوی کے ہاتھ بلند ہونے ہی جھولتے ہوئے تخت نے آگے کھسکنا شروع کر دیا۔ تخت فولادی تاروں سے چھت کے ساتھ ایک پہیئے سے بندھا تھا۔ یہ پہیئہ آہستہ آہستہ آگے کھسک رہا تھا۔ خادمائیں ناچ رہی تھیں۔ بھجن گا رہی تھیں۔ آگ تیز ہو گئی تھی۔ جھولتا ہوا تخت آگ کے شعلوں کے قریب پہنچا تو رقص کی دُھن اور گانوں کی لے اور تیز ہو گئی۔

تخت اب شعلوں کے درمیان پہنچ گیا۔

ہال کمرے میں حبشی خادماؤں، گانے والیوں اور رقص کرنے والیوں نے اونچی آوازوں میں "ماتا دیوی کی جے۔ ماتا دیوی کی جے" کے بلند نعروں سے ہال کی چھت آسمان پر اُٹھا لی۔ بوڑھی ماتا دیوی کا جھولتا ہوا، کھسکتا ہوا تخت اب آگ کے لہراتے بل کھاتے شعلوں میں سے گذر رہا تھا۔ معلوم ہو رہا تھا کہ آگ نے نہ تو بوڑھی ماتا دیوی کو جلایا ہے اور نہ ہی بے ہوش مصرانی کو کوئی نقصان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچایا ہے۔ کیوں کر دونوں میں سے کسی کی چیخ بلند نہ
ہوئی تھی۔

ہال میں نعروں اور بھجنوں کا شور گونج رہا تھا۔
اور پھر جھولتا ہوا تخت شعلوں سے نکل کر باہر آ
تخت پر ایک حیرت انگیز منظر تھا۔ بوڑھی کھوسٹ ما
دیوی ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کے روپ میں تخت
پر بانہیں پھیلائے، چہرہ چھت کی طرف اٹھائے کھڑی تھی
اس کے سفید بال سیاہ ہو گئے تھے۔ چہرے کی جھریا
غائب تھیں۔ جسم پر شہزادیوں ایسا شاہانہ زرق برق لب
تھا۔ آنکھوں کی سیاہ لمبی پلکیں اوپر کو اٹھی تھیں۔ اس
پاس ہی تخت پر اس کے پاؤں میں حبشی لڑکی مطا
ایک بڈھی کھوسٹ عورت کی شکل میں بیٹھی تھی۔ اس کی
کمر جھکی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے بال سفید ہو گئے تھے
چہرے پر جھریاں ہی جھریاں تھیں۔ پلکیں اور بھنوئیں سفید
ہو کر لٹک رہی تھیں۔ جسم کی ہڈیاں نکل آئی تھیں۔ بڑھ
سے اس کا سر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ اپنی بوڑھی ما
دیوی کو پھر سے جوان لڑکی کے روپ میں دیکھ کر حبشی
خادماؤں اور دوسری عورتوں نے خوشی سے ناچنا شروع
کر دیا۔

تخت چبوترے پر آگ کے الاؤ سے نکل کر رک گیا۔
ماتا دیوی نے اپنی سیاہ جادو گرنیوں ایسی آنکھوں سے
اپنی خادماؤں کی طرف دیکھا اور چکیلی آواز میں کہا:
"دیوتاؤں نے میری قربانی قبول کر لی۔ انہوں نے
اس میری ہم شکل حبشی لڑکی کی جوانی مجھے دے
دی اور میرا بڑھاپا اسے دے دیا۔ اس رسم کے
لیے کسی میری ہم شکل لڑکی کا ملنا ضروری تھا۔ اب
میری شکل ماتا دیوی کی شکل ہے۔ اس بوڑھی حبشی
عورت کو لے جا کر سب سے نچلے تہہ خانے میں
پھینک دو۔ یہ تہہ خانہ اس کی قبر بن جائے گی۔"
حبشی عورتوں نے خوشی سے ایک بار پھر نعرہ لگایا۔
ماتا دیوی کا تخت نیچے زمین کے ساتھ آ کر لگ
گیا۔ ماتا دیوی بڑے شاہانہ انداز میں تخت پر سے اتری۔
دو خاص خادماؤں نے اس کے آگے فرش پر پھول نچھاور
کیے۔ پھر وہ اپنی خاص خادماؤں کے ساتھ محل کی شاہی
خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔
ماتا دیوی کی خاص خواب گاہ حبشی عورت لاچی نے
نوکرانیوں کو حکم دیا۔
"اس بڈھی حبشی عورت کو اٹھا کر میرے ساتھ آؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حبشی نوکرانیوں نے بڈھی مصرانی کو جو تھوڑی دیر پہلے جوان تھی ایک جھولے میں ڈالا اور لاچی کے ساتھ غار کے سب سے نچلے اور تاریک تہہ خانے میں لا کر پھینک دیا۔ انہوں نے پانی کا ایک گھڑا بڈھی مصرانی کے بالکل قریب رکھ دیا اور تہہ خانے کے دروازے کو بند کر کے باہر سے قفل لگا دیا تا کہ یہ عورت اس تہہ خانے کے اندر بھوک سے نڈھال ہو کر ایک روز مر جائے۔

●

یہ سارا کچھ رات کے بارہ بجے تک ہو چکا تھا۔ یعنی جس وقت عنبر اسی علاقے کے ایک جنگل میں سو رہا تھا عین اس وقت اس کی دوست حبشی لڑکی مصرانی کو چٹانوں والے زیر زمین تہہ خانوں میں ماتا دیوی آگ کے شعلوں میں سے گذار کر اس کی جوانی چھین کر اسے اپنا بڑھاپا سونپ رہی تھی۔

عنبر کو کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ اپنی مرضی سے گہری نیند سو رہا تھا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو دن نکل آیا تھا۔ جنگل میں سورج کی کرنیں گھنے درختوں میں سے گذر کر

نیچے گھاس تک پہنچ رہی تھیں۔ مگر درختوں پر ایک بھی پرندہ نہیں چہچہا رہا تھا۔ عنبر اٹھا۔ اس نے ایک جگہ ندی پر منہ ہاتھ دھویا اور جلدی جلدی چلنا شروع کر دیا۔

جنگل ختم ہوا تو سامنے دریا تھا۔ دریا کی لہریں بڑی تیزی سے بہہ رہی تھیں۔ مگر وہ عنبر کا راستہ نہیں روک سکتی تھیں۔ وہاں آس پاس نہ تو کوئی پُل تھا اور نہ ہی کوئی کشتی نظر آ رہی تھی۔ عنبر نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور تھوڑی دیر میں تیر کر دریا پار کر لیا۔ دھوپ اچھی خاصی تیز ہو گئی تھی۔

دریا کے دوسرے کنارے پر ایک ویران میدان تھا جہاں کہیں کہیں جنگلی درخت خاموش کھڑے تھے۔ ہر طرف ایک سناٹا چھایا تھا۔ عنبر سوچنے لگا کہ وہ جنگل کہاں ہے جس کے بارے میں مصرانی نے اسے بتایا تھا کہ وہاں سونے کی پرانی کان ہے اور اس سونے کی کان میں اس کے ماں باپ قید ہیں۔

عنبر نے وہ میدان پار کر لیا۔ اس میدان کے پار پھر ایک گھنا جنگل شروع ہو گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک سفید رنگ کی گول شے جنگل سے بلند ہو رہی ہے۔ وہ ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ کر اس شے کو دیکھنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا۔ یہ ایک چھوٹی سی بلبلے جیسی اڑن طشتری تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ مریخ والوں کی چھوٹی اڑن طشتری ہے یہ اُڑن طشتری جنگل کے اوپر سے اڑتی ہوئی دریا کی دوسری طرف جا کر غائب ہو گئی۔ عنبر کے لیے اب یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ اسی جنگل میں مریخ والوں کی سونے کی کان ہے جس میں انہوں نے دوبارا کام شروع کر دیا ہو گا۔ اور اگر کان نہیں تو ان کا کوئی خفیہ "اڈہ" ہو گا۔ ہو سکتا ہے مصرانی کے بوڑھے ماں باپ کا وہاں سے کوئی سراغ مل جائے۔

یہ سوچ کر عنبر جنگل میں داخل ہو گیا۔

دیر تک گھنے جنگل میں چلتے رہنے کے بعد اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی مشین چل رہی ہو۔ اب وہ بڑی احتیاط سے آگے چلنے [illegible] دور جانے کے بعد جھاڑیوں اور درختوں کے پیچھے [illegible] دیکھا کہ ایک کھلی جگہ پر لکڑی کے تختے [illegible] ایک [illegible] کی ڈھلان میں پشتہ بنا دیا گیا ہے جس میں دو حبشی غلام بڑے بڑے ٹوکرے اٹھائے داخل ہو رہے ہیں ایک مریخی سپاہی لیزر گن لیے پہرہ دے رہا تھا۔

ضرور یہی سونے کی کان ہے۔ عنبر نے سوچا اور درختوں

کی اوٹ لیتا، پھونک پھونک کر قدم رکھتا زیادہ قریب آ گیا۔ اب اسے سامنے کان کا سرنگ کی طرح کا دروازہ صاف نظر آ رہا تھا۔ باہر ایک طرف پانی کا چوبچہ تھا جس میں چار حبشی غلام سونے کے ذرات کو چھان رہے تھے۔ عنبر سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس وقت مریخی سپاہی پر حملہ کرنا بے وقوفی کی بات تھی۔ کیونکہ اسے سب سے پہلے حبشی لڑکی مصرانی کے ماں باپ کا پتہ چلانا تھا۔ اس کو خیال آیا کہ یہ حبشی غلام ضرور کسی جگہ جنگل میں جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہوں گے۔ ان جھونپڑیوں کی طرف چل کر سراغ لگانا چاہیے۔

چنانچہ عنبر خاموشی سے پیچھے ہٹتا گیا۔ اور پھر کان کی دوسری طرف آ گیا۔ یہاں اس نے ایک جنگلی راستہ دیکھا جو درختوں کے درمیان جنگل میں جا رہا تھا۔ عنبر راستے سے ہٹ کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ دو فرلانگ چلنے کے بعد اس کو چند ایک جھونپڑیاں نظر آئیں جو بانس کے درختوں کے درمیان بنی ہوئی تھیں۔ ان جھونپڑیوں کے باہر ایک حبشی عورت اپنے بچے کو گودی میں اٹھائے چولہے میں آگ جلا رہی تھی۔ ایک بڈھا حبشی جس کے سر کے بال سفید ہو چکے تھے جھونپڑی میں سے نکل کر اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ عنبر کا خیال آیا کہ یہ کان میں کام کرنے والے حبشی غلاموں کے ماں باپ ہوں گے۔ ان سے ملنا چاہیے۔

عنبر کو یہ خطرہ مول لینا ہی تھا۔ ان لوگوں سے ہی اس کی حبشی دوست مصرانی کے ماں باپ کا کچھ پتہ مل سکتا تھا۔ عنبر درختوں کے پیچھے سے نکل کر اس عورت اور بوڑھے حبشی کے سامنے آگیا۔ اس نے حبشی لوگوں کی رسم کے مطابق انہیں جھک کر سلام کیا اور ان کی زبان میں کہا:

"میں جنگل میں راستہ بھول گیا ہوں۔ کیا مجھے پینے کو پانی مل جائے گا؟"

حبشی عورت اور بوڑھے حبشی مرد نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا۔ ان کے منہ کھلے تھے اور وہ سہمی ہوئی آنکھوں سے عنبر کو تک رہے تھے۔ عنبر ان کی پریشانی کو سمجھتا تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا:

"میرا نام عنبر ہے۔ میں ملک مصر کا ایک شکاری ہوں۔ اس جنگل میں شکار کھیلنے آیا تھا کہ لٹیروں نے میری بندوق چھین لی۔ اب میں جنگل میں بھٹک رہا ہوں۔"

بوڑھے حبشی نے اٹھ کر عنبر سے ہاتھ ملایا اور کہا:

"تم ہماری زبان کیسے بول لیتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"میں نے یہ زبان ملک مصر میں سیکھی تھی۔"

"بیٹھو۔ بیٹھو۔ ہم بہت غریب لوگ ہیں مگر تمہاری خدمت کریں گے۔ یہ میری بہو ہے میرا بیٹا کان میں کام کرتا ہے۔"

بوڑھے حبشی نے عنبر کو شکر قندی کھانے کو دی اور عورت نے ناریل کے پیالے میں کالی کافی بنا کر دی۔ عنبر نے اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد مریخ کی مخلوق کی بات شروع کی تو بوڑھا خوف زدہ سا ہو کر اِدھر اُدھر تکنے لگا۔

"ان کی بات نہ کرو۔ میں حیران ہوں کہ اس مخلوق کی تم پر نظر کیوں نہیں پڑی۔ وہ تمہیں بھی پکڑ کر کان میں لے جاتے اور پھر ساری زندگی تم کان میں کام کرتے کرتے بسر کرتے۔"

بوڑھا عنبر کو جھونپڑی کے اندر لے گیا اور کہنے لگا:

"بیٹا! تم یہاں سے کسی طرح نکل جاؤ۔ میں تمہیں ایک خفیہ راستہ بتاؤں گا۔ جو تمہیں جنگل سے نکال کر سمندر کے کنارے پہنچا دے گا۔ وہاں سے تم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی کشتی میں سوار ہو کر سمندر کے کنارے کنارے جنوب کی طرف سفر کر کے مڈغاسکر کے جزیرے میں پہنچ جاؤ گے۔ وہاں مریخ والے ابھی تک نہیں پہنچے"۔

عنبر نے کہا:

"بابا! یہ راستہ تم نے اپنے بیٹے کو کیوں نہیں بتایا کہ وہ تم سب کو لے کر یہاں سے فرار ہو جاتا"۔

بوڑھا حبشی کہنے لگا:

"بیٹا! مریخ والوں نے میرے بچے کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ وہ سارا دن کان میں کام کرتا ہے۔ آدھی رات کو آتا ہے۔ دو مریخی سپاہی اس رات جھونپڑی کے باہر پہرہ دیتے ہیں۔ ایسا ہر غلام کے ساتھ ہوتا ہے"۔

عنبر نے باتوں ہی باتوں میں مصرانی کے ماں باپ کا ذکر کیا اور پوچھا کہ کیا کبھی اس نے ایسے دو بوڑھے بوڑھی کے بارے میں سنا ہے کہ انہیں مریخی مخلوق نے اپنی قید میں ڈال رکھا ہو؟ بوڑھا حبشی کچھ سوچ کر بولا:

"مریخ کی مخلوق کے پاس جو بوڑھے قیدی تھے

ان میں سے بہت سے اپنی موت مر گئے۔ جو چند ایک باقی بچے ان کو مریخ والوں نے یہاں سے دور ایک پہاڑ کی وادی میں دیس نکالا دے دیا۔ ہو سکتا ہے تم جن لوگوں کی تلاش میں ہو وہ وہاں پر ہوں مگر امید نہیں کہ وہ زندہ ہوں کیوں کہ اس وادی میں جنگلی درندے رہتے ہیں"۔

عنبر نے کہا:

"کوئی بات نہیں بابا۔ میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ مجھے اس وادی میں جانے کی کیا ضرورت ہے"۔

مگر دل میں عنبر نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس وادی میں ضرور جائے گا۔ کچھ دیر وہ جھونپڑی میں بوڑھے حبشی کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ پھر اس نے بڑے طریقے سے درندوں کی وادی کا پتہ پوچھا اور بولا:

"بابا! اب تم مجھے جنگل کا وہ خفیہ راستہ بتاؤ جس پر چل کر میں سمندر پر پہنچ جاؤں گا"۔

بوڑھے حبشی نے عنبر کو بڑی راز داری سے خفیہ راستے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ اگرچہ عنبر نے اس طرف نہیں جانا تھا مگر وہ بڑے غور سے سنتا رہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور پھر بوڑھے حبشی کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چل دیا۔

دوپہر تک عنبر اس گھنے جنگل میں سفر کرتا رہا۔ دوپہر کے بعد وہ ایک ٹیلے پر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ دوسری طرف ایک چھوٹی سی وادی تھی جس کی چاروں طرف اونچے اونچے خطرناک اور بالکل سیدھے پہاڑ کھڑے تھے۔ ان پہاڑوں پر چڑھنا کسی انسان کے بس میں نہیں تھا۔

یہی درندوں کی وادی تھی اور بوڑھے حبشی کے بیان کے مطابق اسی وادی میں مصرانی کے بوڑھے ماں باپ کو جلا وطن کیا گیا تھا۔ عنبر ٹیلے سے اترنے لگا اترائی بالکل سیدھی تھی اور عنبر کو اترتے وقت کسی درخت اور کسی بڑے پتھر کا سہارا لینا پڑتا۔ کسی نہ کسی طرح وہ ٹیلے سے اتر آیا۔ اب وہ درندوں کی وادی میں تھا۔

یہ وادی بڑی ڈراؤنی تھی۔ لمبے درخت کھڑے تھے کہ جن کو جنگلی بیلوں نے ڈھانپ رکھا تھا اور ان کی شاخیں سانپ کی طرح لٹک رہی تھیں۔ عنبر وادی میں چلنے لگا۔ جگہ جگہ اسے خطرناک دلدلیں نظر آئیں۔ وہ ان سے بچ کر چلتا گیا۔

پہلی بار اسے ایک جگہ شیر کی گرج سنائی دی۔ شاید اس شیر نے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ دوسری بار شیر کی

گرج بالکل قریب سے سنائی دی۔ عنبر کو اگرچہ یہ شیر نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ پھر بھی وہ ایک درخت پر چڑھ گیا۔ وہ درخت کی شاخ پر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ جھاڑیوں میں سے ایک دس فٹ لمبا خوفناک شیر دھاڑتا ہوا باہر نکلا اور عنبر کے نیچے درخت کے پاس آ کر غرانے لگا۔ عنبر نے سوچا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ شیر وہاں سے نہیں ہٹ رہا تھا۔ عنبر نے کچھ دیر انتظار کیا کہ یہ چلا جائے مگر شیر جانے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ عنبر نے شیر کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ابھی وہ درخت سے اتر ہی رہا تھا کہ ایک جانب سے بہت بڑا ہاتھی جھومتا جھامتا آیا اور اس نے شیر پر حملہ کر دیا۔ شیر اچھل کر پرے ہٹ گیا اور ہاتھی کی طرف دیکھ کر گرجنے لگا۔ ہاتھی نے اپنی سونڈ گھما کر پوری طاقت سے شیر پر حملہ کیا۔ شیر تڑپ کر پھرتی سے ہاتھی کی گردن پر سوار ہو گیا اور اپنے پنجوں سے اس کی کھال ادھیڑنے لگا۔ مگر ہاتھی بڑا ہوشیار تھا۔ اس نے اپنی سونڈ اوپر اٹھا کر شیر کو پکڑ لیا اور پھر زور سے زمین پر پٹخ کر اس پر پاؤں رکھ دیا۔ شیر کے حلق سے آخری چیخ نکل کر جنگل میں گونج گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شیر کو ہلاک کرنے کے بعد ہاتھی نے سونڈ اٹھا کر فتح کی آواز نکالی اور جھومتا جھامتا درختوں میں غائب ہو گیا۔ عنبر نے یہ سارا خونیں ڈرامہ درخت کی شاخ پر بیٹھے بیٹھے دیکھا۔ ہاتھی کے جانے کے بعد عنبر درخت سے اتر آیا اور ایک طرف چلنے لگا۔ راستے میں ایک بڑی تیز رفتار جنگلی ندی آ گئی۔ عنبر ندی پر پہنچا ہی تھا کہ اچانک اس نے اپنے سے چند گز کے فاصلے پر بانس کی جھاڑیوں میں ایک اور خونخوار شیر کو دیکھا جو عنبر کی طرف منہ اٹھائے غرّا رہا تھا۔

عنبر کو بڑا غصّہ آیا کہ یہ کم بخت کہاں سے آن ٹپکا ہے۔ اچانک عنبر کو خیال آیا کہ اس شیر کو ہلاک کرنے کی بجائے کیوں نہ غیبی شیشے کو اس پر آزمایا جائے؟

عنبر نے جیب میں سے گول شیشہ نکال لیا۔ اس نے شیشے کے پیچھے لگے۔ چھوٹے ڈائیل کی سوئی کو ہلانے کی بھی تکلیف نہ کی اور شیشے کا بٹن دبا کر اس کی روشنی شیر پر پھینکی۔ غیبی شیشے میں سے روشنی کا گول دائرہ نکل کر شیر کے جسم پر پڑا۔ شیر ذرا سا پیچھے ہٹا۔ مگر روشنی کا دائرہ اب بڑا ہو گیا تھا اور سارا شیر روشنی میں تھا۔ عنبر کے دیکھتے دیکھتے شیر پہلے ساکت ہوا۔ پھر اس کا جسم چمک اٹھا۔ اور سفید ہو کر روشنی کے ذروں میں بدل کر غائب ہو گیا۔

شیر خدا جانے کہاں سے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

عنبر مسکرایا۔ غیبی شیشے کا تجربہ کامیاب ثابت ہوا تھا۔

عنبر نے غیبی شیشے کو دوبارا جیب میں سنبھال کر رکھا اور ندی پار کر کے دوسری طرف چلا گیا۔ وہ درختوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ درختوں پر جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ اچانک عنبر کو سانپ کی پھنکار سنائی دی۔ عنبر نے گردن گھما کر دیکھا۔ ایک سرخ سانپ درخت کی ٹہنی کو دُم سے پکڑے لٹک رہا تھا اور عنبر کی طرف دیکھ کر بار بار اپنے سر کو اوپر نیچے کر رہا تھا۔

عنبر کو ناگ نے سانپوں کی زبان سکھا دی ہوئی تھی۔

عنبر نے سانپ سے کہا:

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں؟"

سانپ نے کہا،

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! اسی لیے تو میں بار بار تعظیم کے لیے اپنا سر جھکا رہا ہوں۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ نے ٹہنی چھوڑ دی۔ وہ عنبر کے سامنے گھاس پر کنڈلی مارے بیٹھ گیا۔

عنبر نے کہا:

"سب سے پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کہ ناگ دیوتا یہاں کہیں موجود ہے کہ نہیں؟"

سانپ نے چاروں طرف گردن پھیر کر بار بار منہ سے زبان نکال کر سونگھا اور کہا:

"عظیم ناگ کے بھائی! ناگ دیوتا کی خوشبو مجھے کسی طرف سے نہیں آ رہی۔ وہ یہاں نہیں ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"اچھا پھر یہ بتاؤ کہ تم نے یہاں ایک بوڑھے حبشی جوڑے کو دیکھا ہے جو ابھی زندہ ہو؟"

سانپ نے کہا:

"یہاں کچھ بوڑھے حبشی رہتے تھے مگر باری باری سب مر گئے۔ کچھ کو جنگلی درندوں نے ہڑپ کر لیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ میں نے سرخ غار سے کبھی کبھی ایک حبشی کو باہر نکلتے دیکھا ہے۔"

عنبر نے بے تابی سے پوچھا:

"وہ سرخ غار کہاں ہے؟"

سانپ بولا: "میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں سرخ غار تک لیے چلتا ہوں۔"

سانپ آگے آگے رینگنے لگا۔ عنبر اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ سانپ عنبر کو وادی کے خطرناک راستوں سے گزارتا ایک سرخ پہاڑی ٹیلے کے سامنے لے گیا جہاں ایک جگہ اونچی جنگلی گھاس کے بیچ میں سے سرخ غار کا منہ نظر آ رہا تھا۔

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ کے بھائی! یہ ہے وہ سرخ غار جہاں سے کبھی کبھی میں نے ایک بوڑھے حبشی کو باہر آکر پھل وغیرہ اکٹھے کرتا دیکھا ہے۔"

عنبر نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور غار کے منہ کی طرف بڑھا۔ سانپ واپس جنگل میں چلا گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ غار کے منہ کا آدھا حصہ کانٹے دار جھاڑیوں سے کافی اوپر تک ڈھانپ دیا گیا تھا۔ تاکہ جنگلی درندے اندر داخل نہ ہو سکیں۔

سورج غروب ہو رہا تھا۔ وادی میں سائے گہرے ہو رہے تھے۔ عنبر نے کانٹے دار جھاڑی کو غار کے منہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی ہی تھی کہ ایک دم پیچھے
سے کسی نے نیزہ اس کی گردن میں چبھو کر چلا کر
"خبردار — اپنی جگہ سے حرکت کی تو نیزہ تمہاری
گردن کو چھلنی کر دے گا۔"

عنبر نے پیچھے مڑے بغیر کہا:

"تم کون ہو؟"

پیچھے سے آواز آئی:

"تم کون ہو؟ یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"میں مصرانی کے ماں باپ کی تلاش میں ہوں۔"

اس جملے کے ساتھ ہی نیزہ تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ عنبر نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے ایک پچپن ساٹھ برس کا آدمی نیزہ ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ اگرچہ وہ کافی عمر کا تھا۔ اس کے بال بھی سفید تھے مگر سیاہ جسم بہت مضبوط تھا اور اس نے صرف ایک لنگوٹا پہن رکھا تھا۔ اس نے نیزہ پھینک دیا اور عنبر کے قریب آکر بولا:

"تم ۔ تم میری بیٹی مصرانی کو کیسے جانتے ہو؟"

عنبر مسکرایا۔ اس نے دل میں خدا کا شکریہ ادا کیا کہ آخر وہ اپنی حبشی دوست لڑکی مصرانی کے باپ کے پہنچ ہی گیا تھا۔

اس نے کہا:

"میرا نام عنبر ہے۔ میں تمہاری بیٹی مصرانی کو ملک کیوبا سے نکال کر افریقہ میں لایا تھا کہ وہ کھو گئی۔ وہ تم سے ملنے میرے ساتھ یہاں آ رہی تھی۔"

بوڑھے حبشی نے عنبر کو سینے سے لگا لیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میری بیٹی کہاں ہو گی؟ خدا کے لیے مجھے اس کے پاس لے چلو۔"

بوڑھا حبشی رو رہا تھا۔ عنبر نے اسے حوصلہ دیا اور مصرانی کی والدہ کے بارے میں پوچھا تو حبشی نے کہا:

"وہ اپنی بیٹی کو یاد کرتے کرتے مر گئی۔ میں نے اسے اسی وادی میں جلا دیا۔ وہ خدا کے پاس پہنچ گئی ہے میرے ساتھ اندر آؤ۔ یہاں درندوں کا خطرہ ہے۔"

مصرانی کا باپ عنبر کو غار کے اندر لے گیا۔ غار میں چند ایک مٹی کے برتن پڑے تھے۔ مصرانی کے حبشی باپ نے بتایا کہ وہ اب اکیلا وہاں رہتا ہے۔ وادی کے پہاڑ اتنے خطرناک اور اونچے اونچے ہیں کہ وہ یہاں سے نکل کر باہر نہیں جا سکتا۔ پھر وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولا:

"اب میں باہر جا کر بھی کیا کرتا۔ نہ میری بیوی رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ بچی۔ سوچا تھا کہ اسی غار میں مروں گا۔ مگر تم نے یہ بتا کر میرے جسم میں نئی زندگی دوڑا دی ہے کہ میری بچی مصرانی زندہ ہے اور اسی جنگل میں ہے۔"

عنبر نے اسے ساری کہانی سنائی اور مریخ کی مخلوق کے بارے میں بھی باتیں کیں۔

مصرانی کے حبشی باپ نے کہا:

"یہ مخلوق بڑی سنگ دل ہے۔ انہوں نے علاقے میں کسی بوڑھے کو زندہ نہیں چھوڑا۔ جو چند ایک بچ گئے ہیں ان کے بچوں کو غلام بنا کر کان میں لگا دیا ہے۔ یہ بوڑھے اپنے بچوں یعنی مریخ کی مخلوق کے غلاموں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔"

پھر اس نے مایوس لہجے میں کہا:

"میری بچی مجھے کہاں ملے گی؟ میں اسے جنگل میں کہاں تلاش کروں؟ اس وادی سے نکلنا تو بہت مشکل ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

عنبر نے کہا:

"تم فکر نہ کرو۔ تم اسی جگہ رہو۔ میں خود

وادی سے باہر جا کر جنگل میں مصرانی کو تلاش کر کے تمہارے پاس لے آؤں گا۔"

حبشی بولا:

"میرے بچے؟ کیا تم ایسا کر سکو گے؟ یہ جنگل تو دشمن مخلوق اور آدم خود خوروں سے بھرا ہوا ہے۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"میں ان تمام مشکلوں کا مقابلہ کروں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں کل یہاں سے چلا جاؤں گا لیکن تمہیں تاکید ہے کہ اس غار سے ہرگز کسی دوسری جگہ مت جانا۔ کیوں کہ جب مجھے مصرانی مل گئی تو میں اسے لے کر سیدھا اسی غار میں آؤں گا۔"

بوڑھا حبشی بولا:

"میں یہاں سے بالکل کہیں کسی جگہ نہیں جاؤں گا۔ کاش! میں بھی تمہارے ساتھ اپنی بیٹی کی تلاش میں شامل ہو سکتا۔"

عنبر نے کہا:

"اس تلاش کی مہم کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ رات عنبر نے مصرانی کے باپ کے ساتھ غار میں گزاری۔ دوسرے روز اس نے ایک بار پھر مصرانی کے باپ کو غار میں ہی بیٹھے رہنے کی تاکید کی اور ہاتھ ملا کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس کی منزل وہی جنگل تھا۔ جہاں مصرانی اس سے بچھڑی تھی اور جس کے بارے میں عنبر کو یقین تھا کہ وہ اسے وہیں کہیں نہ کہیں مل جائے گی۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر دلدل میں ڈوب گیا

حبشی لڑکی مصرانی بوڑھی کھوسٹ ہو کر سرخ چٹانوں کے نیچے جوالا ماتا دیوی کی سلطنت کے ایک قبر ایسے تہ خانے میں پڑی ہے۔ دریا پار اسی جنگل کے سرخ غار میں مصرانی کا حبشی باپ اپنی بیٹی مصرانی کا انتظار کر رہا ہے۔ اور عنبر خود مصرانی کی تلاش میں اسی علاقے میں چلتا چلا جا رہا ہے۔ دوسری طرف ماریا کیپٹ اور تھیوسانگ ایک خلائی راکٹ میں سوار خلائی کہکشاں میں کسی نامعلوم منزل کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ جب کہ ناگ اور اس کا پنجر کا پتلا ساتھی مصنوعی چاند میں بیٹھے ہیں اور چاند ہماری اصلی زمین کی طرف رُخ کر چکا ہے۔

ماریا، کیپٹ اور تھیوسانگ کو تو ہم ان کے راکٹ میں خلاء ہی میں چھوڑتے ہیں۔ ہم ناگ کی طرف آتے ہیں آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ناگ نے مصنوعی چاند کے اندر لگے ہوئے ایٹم بم کے سارے سلنڈر اور ہائیڈروجن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میزائیل نیچے خلا میں گرا دیئے تھے تا کہ ان کا مصنوعی چاند پھٹ کر تباہ نہ ہو جائے۔ پتھر کا پتلا مصنوعی چاند کے اندر فرش پر خاموش بیٹھا تھا۔ ناگ مصنوعی چاند کے سوراخ میں سے باہر خلا میں جھانک رہا تھا۔ اس نے چونک کر کہا:

"یاقوت پتلے! میرا خیال ہے کہ ہم اپنی اصلی زمین کی طرف جا رہے ہیں۔"

پتلے نے کہا:

"مجھے اصلی زمین کے پہاڑوں پتھروں کی لہریں اپنے جسم سے ٹکراتی محسوس ہو رہی ہیں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

ناگ بولا: "لیکن یہ چاند اگر اسی رفتار سے چلتا رہا تو ہماری زمین سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔"

پتلے نے کہا:

"جب یہ چاند ہماری اصلی زمین کی فضا میں داخل ہو گا تو ذروں کی رگڑ سے اس میں آگ لگ جائے گی اور یہ ہماری زمین پر گیند جتنا چھوٹا ہو کر گرے گا۔"

ناگ نے کچھ پریشان ہو کر کہا:

"اگر اس میں آگ لگ گئی تو ہم کیسے زندہ بچیں گے؟"

پتلا بولا: "تمہیں شاید معلوم نہیں کہ اس مصنوعی چاند کی اندرونی فضا کو اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ اس پر باہر کی آگ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ سارے کا سارا جل کر چھوٹا بھی ہو جائے گا تو ہم زمین پر اترنے سے پہلے زندہ رہیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"اگر یہ کسی پہاڑ سے ٹکرا گیا تو چاہے چھوٹا ہی سہی مگر ہمارے ٹکڑے اڑا دے گا۔"

پتلے نے جواب دیا:

"فکر نہ کرو۔ اس چاند کی سطح پر ایسی دھات لگی ہے جس کی لہریں زمین کے پانی پر پڑ کر اس طرف کا رُخ کر لیتی ہیں۔ چنانچہ ہمارا یہ چاند ایک گیند کی شکل میں زمین کے کسی دریا یا سمندر میں ہی گرے گا۔"

ناگ نے دیکھا کہ ہماری زمین بڑی تیزی سے قریب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتی جا رہی تھی۔ اسے زمین پر سمندر اور براعظموں کے پہاڑ اور ملکوں کے جنگل میدان نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔ اس نے چلّا کر کہا:

"مجھے یقین ہے ہمارا چاند جنوبی افریقہ کے ساحل سمندر میں گرے گا۔ اس کا رُخ جنوبی افریقہ کی طرف ہے۔"

مصنوعی چاند اب زمین کی فضا میں داخل ہونے والا تھا۔ مصنوعی چاند ایک زبردست گڑگڑاہٹ اور دھماکے کے ساتھ زمین کی فضا میں داخل ہو گیا۔ زمین کی فضا میں آتے ہی اس کے باہر والے حصّے کو آگ لگ گئی۔ وہ آگ کا گولا بن گیا۔ ناگ مصنوعی چاند کے اندر پتلے کو ہاتھ میں سنبھال کر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

مصنوعی چاند پہلے بہت بڑا گول تھا۔ آگ لگنے سے اس نے جل کر راکھ ہونا شروع کیا۔ زمین تک پہنچتے پہنچتے اس نے دس فٹ قطر کے گولے کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ناگ فرش کے ساتھ چمٹ گیا تھا۔

پھر یہ گولا ایک دھماکے کے ساتھ پانی میں گر پڑا۔ یہ ایک دریا تھا۔ جنوبی افریقہ کے جنوبی ساحل کے ملک والا وہی دریا جس کے کنارے جنگل میں عنبر صحرائی کی

تلاش میں گھوم رہا تھا۔ عنبر چونکہ گھنے جنگل میں تھا اس لیے اسے مصنوعی چاند کا گولا دریا میں گرتا دکھائی نہ دیا۔ دریا میں گرنے کے بعد مصنوعی چاند کے اندر پانی بھرنے لگا۔ ناگ نے پتلے کو اٹھا کر جیب میں رکھا۔ اور چاند کے سوراخ میں سے باہر دریا میں چھلانگ لگا دی۔ ناگ نے دیکھا کہ باہر دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

ناگ نے تیر کر دریا پار کیا۔ کنارے پر آیا تو پیچھے مصنوعی چاند دریا میں ڈوب کر ہمیشہ کے لیے پانی کی تہہ میں بیٹھ چکا تھا۔ ناگ نے اپنے کپڑے نچوڑے پتلے کو جیب سے نکال کر دھوپ میں پتھر پر رکھ دیا اور بولا:

"یاقوت بھئی! پہلے یہ بتاؤ کہ کیا یہ ہماری اصلی زمین ہے یا اس کا عکس ہے؟"

پتھر کے پتلے یاقوت نے کہا:

"ناگ بھائی! مجھے اصلی زمین کے پتھروں کی بُو محسوس ہو رہی ہیں۔ ہم اپنی اصلی زمین پر ہی ہیں اور یہ جنوبی افریقہ کا کوئی جنوبی ملک ہے۔"

ناگ دھوپ میں بیٹھا اس جنگل کی طرف دیکھ رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا جو دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا تھا
یہاں ناریل، بانس اور دیو دار کے درخت تھے۔ ناگ
نے محسوس کیا کہ اس کی اپنی زمین پر ایسے ہی درخت
ہوا کرتے تھے اور پھر اب پتھر کے پتلے نے بھی
اسے بتا دیا تھا کہ یہ اس کی اصلی زمین ہی ہے
چنانچہ ناگ کو جہاں یہ خوشی ہوئی کہ وہ اپنی اصلی
زمین پر واپس آ گیا ہے۔ وہاں اس کے دل میں یہ
امید بھی پیدا ہوئی کہ ہو سکتا ہے عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ
بھی یہاں پہنچ گئے ہوں اور ان سے اس کی ملاقات
ہو جائے۔

پتھر کے پتلے نے اپنی باریک آواز میں کہا،
"اب تمہارے کیا ارادے ہیں ناگ؟"
ناگ نے کہا:
"میں تو اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکلوں گا۔ تم
بتاؤ کہ تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ میں تمہیں جہاں
تم کہو گے پہنچا دوں گا۔"
پتھر کا پتلا بولا:
"مجھے تم کسی بھی پہاڑ کے غار میں چھوڑ دو
میں وہاں جڑ پکڑ کر پتھر بن جاؤں گا۔ اور پھر سے

اپنی پتھر کی زندگی شروع کر دوں گا لیکن اگر
تم چاہو تو مجھے اپنے ساتھ بھی رکھ سکتے ہو۔ کم
از کم اس طرح میری ملاقات بھی تمہارے دوستوں عنبر
ماریا کیٹی اور تھیوسانگ سے ہو جائے گی۔"
ناگ نے مسکرا کر کہا:
"ٹھیک ہے۔ اب تو تم بھی ہمارے دوست بن
گئے ہو۔ میں تمہیں اپنے ساتھ ہی رکھوں گا۔ چلو میرا
خیال ہے اب ہم عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی
تلاش شروع کرتے ہیں۔"

ناگ نے پتلے کو جیب میں ڈالا اور دریا کے کنارے
کنارے جنگل کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے
جب وہ دریا کی پرانی اور سنسان گھاٹ پر پہنچا تو جنگل
کی طرف سے ہوا کا جھونکا آیا۔ ناگ ایک دم سے وہیں
رک گیا۔ کیوں کہ ہوا کے جھونکے میں عنبر کی خوشبو تھی۔
ناگ نے خوش ہو کر کہا:
"یاقوت! جنگل سے میرے دوست عنبر کی خوشبو آ
رہی ہے۔"
یاقوت پتلے نے ناگ کی جیب میں ہی اس کی آواز
سن لی۔ اس نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو پھر جنگل کی طرف چلو۔ ہو سکتا ہے تمہارے دوست سے ہماری بھی ملاقات ہو جائے۔"

ناگ نے دو تین بار ہوا کو سونگھا۔ کسی وقت ہوا کے جھونکے میں عنبر کی خوشبو بڑی صاف محسوس ہوتی تھی۔

"ضرور عنبر اس جنگل میں ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ جنگل کے اندر جاتے ہوئے راستے میں مڑ گیا۔ یہ راستہ جھاڑیوں کے بیچ سے ہو کر جا رہا تھا۔

دوسری طرف عنبر بھی حبشی لڑکی مصرانی کی تلاش میں اکیلا چلا آ رہا تھا۔ ایک دم وہ ٹھٹھک سا گیا۔ کیوں کہ اسے بھی ہوا میں ناگ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی، اس نے ایک لمبا سانس کھینچا۔ ہوا میں ناگ کی خوشبو تھی اگرچہ یہ خوشبو بڑی ہلکی تھی۔ عنبر بے حد خوش ہوا کہ ناگ بھی اسی جنگل میں ہے۔ خوشبو جدھر سے آ رہی تھی وہ ادھر کو چلنے لگا۔

ابھی دن کا وقت تھا مگر آسمان پر اچانک بادل چھا جانے سے جنگل میں اندھیرا سا ہو گیا تھا۔ لیکن یہ اندھیرا عنبر کا راستہ نہیں روک سکتا تھا۔ وہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ ناگ سے ملنے کے جوش میں اسے یہ خیال بھی نہ رہا کہ اس کے آگے دلدل شروع ہو

رہی ہے۔ یہ دلدل ایسی تھی کہ اس کی سطح ننگی نہیں تھی بلکہ اس پر سبز سبز کائی اُگی ہوئی تھی جو قریب سے دیکھنے پر بھی بالکل گھاس معلوم ہوتی تھی۔

جونہی عنبر نے اس پر قدم رکھا اس کا قدم دلدل میں گھٹنے تک دھنس گیا۔ عنبر نے اس پاؤں کو باہر نکالنے کے لیے گھبراہٹ میں دوسرے پاؤں پر زور ڈالا تو اس کی دوسری ٹانگ بھی گھٹنے سے اوپر تک دلدل میں اتر گئی۔ عنبر وہیں ساکت ہو گیا۔ مگر یہ دلدل ایسی تھی کہ اس کے نیچے حرکت جا رہی تھی۔ دلدل نیچے سے عنبر کو اندر کھینچنے لگی۔ عنبر نے سوچا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ کیوں کہ وہ پہاڑ کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ ہاتھی کو سونڈ سے پکڑ کر پٹخ سکتا تھا مگر دلدل سے باہر نکلنا اس کے بس میں نہیں تھا۔ یہاں وہ اپنی طاقت کو کیسے استعمال کرتا۔ وہ [illegible] نہیں تھا کہ پرندہ بن کر اڑ جاتا۔ دلدل اسے آہستہ آہستہ نگل رہی تھی۔ عنبر نے اپنا آپ دونوں بازو پھیلا کر آگے کو گرا دیا۔

دلدل میں سے بچ نکلنے کا یہی ایک بہترین طریقہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو دونوں بازو پھیلا کر دلدل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی سطح پر اس طرح گرا دے جیسے آدمی دریا یا نہ
میں بازو آگے پھیلا دیتا ہے۔ پھر دونوں بازوؤں
اس طرح ہلائے جیسے پانی میں تیر رہا ہو۔ اس طر
سے اس کی ٹانگیں دلدل میں سے اپنے آپ باہر آجا
ہیں اور انسان کی جان بچ سکتی ہے۔

مگر یہ دلدل ایسی تھی کہ نیچے سے وہ عنبر کے پاؤ
کھینچ رہی تھی۔ جونہی عنبر نے اپنے بازو دلدل پر پھیلا
دلدل نے اس کے بازوؤں کو بھی نیچے لے جانا شر
کر دیا۔ عنبر نے ایک زور کا جھٹکا اپنے آپ کو د
وہ دلدل کی سطح پر ذرا سا اچھلا مگر جب نیچے گرا
دلدل نے اسے گردن تک اپنے اندر چھپا لیا۔

ناگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ عنبر نے پوری طا
سے آواز دی:

"ناگ!"

اور پھر وہ دلدل میں ڈوب گیا۔ دلدل عنبر کو ہلاک ت
نہیں کر سکتی تھی مگر اس نے عنبر کو بلیے کیچڑ میں جکڑ
رکھ دیا۔ عنبر کافی زور لگا کر دلدل کے اندر اس ک
کنارے تک گیا۔ وہ کسی پتھر یا درخت کی جڑ کو پکڑ
تو باہر نکل سکتا تھا مگر دلدل کو پکڑ کر کیسے باہر آتا۔ ا

کا ہاتھ بار بار پھسل جاتا۔ وہ دلدل کی تہ میں کیچڑ میں جکڑا
خاموش بیٹھ گیا۔

جنگل میں چلتے چلتے ناگ کو اچانک عنبر کی آواز
سنائی دی۔

عنبر نے "ناگ" کہہ کر اسے آواز دی تھی۔ ناگ وہیں رک
گیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ آواز گنجان درختوں والے
سایوں کی طرف سے آئی تھی۔

ناگ نے وہیں سے جواب دیا:

"عنبر! میں آ رہا ہوں۔"

مگر اس وقت تک عنبر دلدل میں ڈوب
اور اسے ناگ کی آواز سنائی نہ دی۔

ناگ کی جیب والے پتے نے کہا:

"یہ تمہارے دوست عنبر کی آواز تھی ناگ؟"

"ہاں!" ناگ نے خوش ہو کر کہا: "میرے دوست نے
بھی میری خوشبو محسوس کر لی ہو گی۔ اسی لیے اس
نے مجھے آواز دی تھی۔ وہ یہیں کہیں ہے۔ میں
اسے تلاش کر لوں گا۔"

ناگ عنبر کو آوازیں دیتا آگے بڑھ رہا تھا۔ مگر اسے
عنبر کی کوئی آواز نہ آئی۔ ناگ بڑا پریشان ہوا کہ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جواب کیوں نہیں دے رہا۔ ابھی تو اس کی آواز قریب ہی سے سنائی دی تھی۔ اگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ سکتی ہے تو میری آواز بھی اس تک پہنچ جانی چاہیے۔ ناگ سوچنے لگا۔

گنجان درختوں کے سایوں سے گزر کر ناگ ایک ٹیکری کے دامن میں آیا جس پر جنگلی جھاڑیوں نے سبز چادر بچھا رکھی تھی۔ ناگ نے گہرے گہرے سانس لیے۔ اسے عنبر کی خوشبو تو آ رہی تھی مگر یہ خوشبو اتنی دھیمی تھی کہ بڑی مشکل سے ناگ کو محسوس ہو رہی تھی۔

"خدا جانے عنبر اچانک کہاں چلا گیا۔ اس کی خوشبو بھی مدھم پڑ گئی ہے۔"

ناگ نے جیسے اپنے آپ سے کہا: اس کی جیب میں سے پتلا بولا:

"دوسری طرف جا کر دیکھو ناگ بھیا۔"

ناگ کو پتھر کا پتلا کیا مشورہ دے سکتا تھا۔ اس کی سونگھنے کی طاقت بے حد تیز تھی اور خاص طور پر وہ عنبر ماریا اور کیٹی کی خوشبو کو تو بہت دور سے سونگھ سکتا تھا۔ ناگ نے محسوس کیا کہ عنبر کی مدھم خوشبو ٹیکری کے پیچھے سے آ رہی ہے۔ وہ اس طرف آ گیا۔ یہاں بھی

عنبر نہیں تھا۔ اس نے عنبر کو کئی بار آواز دی۔

یہ آواز دلدل کے نیچے بیٹھے ہوئے عنبر نے بھی سنی مگر عنبر کے منہ سے آواز نکل نہیں سکتی تھی اگر نکل بھی آتی تو وہ اوپر تک نہیں جا سکتی تھی۔ عنبر سوچنے لگا۔ خدا کرے کہ ناگ کسی طرح دلدل کے نیچے آ جائے اور مجھے یہاں سے نکال دے۔ اگر یہ یہاں سے چلا گیا تو پھر مجھے کوئی دلدل سے باہر نہیں نکال سکے گا۔

ناگ ہر بار آواز دے کر کان لگا کر عنبر کا جواب سننے کی کوشش کرتا۔ مگر عنبر کی آواز سنائی نہ دیتی۔ ناگ سخت مایوس ہوا۔ عنبر کی خوشبو اسی طرح مدھم تھی۔ ناگ تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے وہی دلدل تھی جس میں عنبر ڈوبا ہوا تھا۔ دلدل پر سبز کائی جمی تھی۔ ناگ کو بھی خواب میں بھی خیال نہیں آ سکتا تھا کہ عنبر دلدل کے اندر ڈوبا ہوا ہے۔

ناگ نے پتھر کے پتلے یاقوت کو جیب سے نکال کر باہر گھاس پر رکھ دیا:

"یاقوت! اب کیا کروں۔ عنبر کی خوشبو بھی آ رہی ہے مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ میری آواز کا جواب بھی نہیں دیتا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کا پتلا بولا:

"میری رائے میں تمہیں یہاں کچھ دیر انتظار کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے۔ عنبر اس طرف سے گذرے۔"

ناگ سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔

اس کے دل میں خیال آیا کہ اس جنگل میں سانپ ضرور ہوں گے۔ کیوں نہ کسی سانپ کو بُلا کر اس سے عنبر کے بارے میں پوچھا جائے۔

ناگ نے پتھر کے پتلے سے کہا:

"میں کسی سانپ کو بُلا کر اس سے مشورہ کرنے لگا ہوں۔"

یاقوت پتھر کا پتلا کہنے لگا:

"یہ بھی کر کے دیکھ لو۔ یہاں تو تم اڑ کر بھی عنبر کا پتہ نہیں چلا سکتے۔ جنگل کے درخت اس قدر گھنے ہیں کہ تم جنگل میں پرواز بھی نہیں کر سکتے۔"

"اسی لیے میں نے کسی سانپ سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کی آواز میں ایک خاص سیٹی بجائی۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ سانپوں کا دیوتا ناگ بُلا رہا ہے۔ چند ہی سیکنڈ میں جنگل میں

ے وہی سانپ سامنے آ گیا جو اس سے پہلے عنبر کو ل چکا تھا۔ اس نے ناگ کے سامنے جھک کر اسے لام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کا یہاں آنا ہمارے لیے مبارک ہو۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ یہاں ضرور تشریف لائیں گے۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہیں کیسے معلوم تھا کہ میں یہاں آؤں گا؟"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا۔ ابھی صبح ہی آپ کے بھائی سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"میرا بھائی؟" ناگ نے جلدی سے کہا: "وہ۔ وہ تمہیں کہاں ملا تھا؟"

سانپ بولا: "اسی جنگل میں عظیم ناگ دیوتا۔ مجھے تو۔ اس وقت بھی آپ کے بھائی کی خوشبو آ رہی ہے۔"

ناگ نے چونک کر کہا:

"تو کیا تم عنبر کی خوشبو محسوس کر رہے ہو؟"

سانپ بولا: "ہاں عظیم ناگ! مگر کیا بات ہے؟ آپ کا بھائی کہاں ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے بے تابی سے کہا:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ معلوم کرو یہ جو میرے بھائی عنبر کی خوشبو ہے یہ کہاں سے آ رہی ہے۔"

سانپ نے اپنی گردن کو چاروں طرف گھما کر اپنے منہ سے زبان نکال کر لہرائی۔ پھر اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا۔ اس کے بعد اپنا منہ زمین کی طرف کر کے زبان کو دو تین بار لہرایا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کے بھائی کی خوشبو مجھے اس زمین کے اندر سے آ رہی ہے۔"

"زمین کے اندر سے؟" ناگ نے تعجب سے کہا:

سانپ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا! ہو سکتا ہے آپ کا بھائی اس دلدل میں گر کر ڈوب گیا ہو۔ کیوں کہ مجھے اس کی خوشبو اس دلدل کے اندر سے آتی محسوس ہو رہی ہے۔"

سانپ نے اپنا منہ دلدل کے اوپر رکھا اور پھر جلدی سے منہ اٹھا کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کے بھائی کی خوشبو اسی دلدل

کے اندر سے آ رہی ہے۔"

"ذرا میرے بھائی کو نکالو۔ جلدی کرو۔ وہ خود باہر نہیں آ سکتا۔"

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

یہ کہہ کر سانپ نے اپنے منہ سے سیٹی کی آواز نکالی۔ اس کی آواز پر ایک بہت بڑا اژدہا درختوں میں سے نکل کر ناگ کے سامنے آ کر جھک گیا۔

ناگ نے کہا:

"اس دلدل کے اندر ایک انسان جو میرا بھائی ہے ڈوبا ہوا ہے۔ اس کو فوراً نکالو۔"

اژدہا نے فوراً اپنا سر دلدل میں ڈالا اور اس کے اندر اترتا چلا گیا۔ عنبر دلدل کے نیچے بے بسی کی حالت میں بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے دلدل کی دیوار میں سے ایک اژدہا کا چہرہ نکل آیا۔ اژدہا نے عنبر کو اپنے سر پر اٹھا لیا اور اوپر لے جانے لگا۔

ناگ باہر بے تابی سے کھڑا تھا۔ اس نے دیکھا کہ عنبر کیچڑ میں لت پت اژدہا کے سر کے اوپر بیٹھا ہے۔ اژدہا نے عنبر کو دلدل کے کنارے پر ناگ کے قریب لا کر رکھ دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرایا:

"عنبر بھائی! اگر تم کیچڑ میں بھرے ہوئے نہ ہوتے تو میں تمہیں گلے لگا لیتا۔ تمہارا آنا مبارک ہو۔"

عنبر بھی مسکرانے لگا اور منہ اور آنکھوں کے آگے سے دلدل کے کیچڑ کو پرے ہٹاتے ہوئے بولا:

"میں جانتا ہوں تمہیں خوشی ہوئی ہے مگر میں تمہارا شکریہ ضرور ادا کرنا چاہتا ہوں اگر تم اس وقت میری مدد نہ کرتے تو خدا جانے میں کب تک دلدل میں پڑا رہتا۔"

اژدہے اور سانپ کو ناگ نے رخصت کر دیا۔

جنگل کے چشمے پر جا کر عنبر نے غسل کیا۔ کپڑے دھو کر پہنے اور پھر دونوں پرانے ساتھی اور گہرے دوست ایک جگہ بیٹھ کر اپنی اپنی سفر کی کہانیاں ایک دوسرے کو سنانے لگے۔ دونوں ہی ماریا کیتھی اور تھیوسانگ کے لیے پریشان تھے۔

ناگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے وہ بھی خلا میں بھٹکتے ہوئے یہاں ہماری اصلی زمین پر پہنچ جائیں۔"

عنبر بولا: "کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک ہماری زمین پر گذرے تمام واقعات کا عکس خلا میں روشنی کی

رفتار سے سفر کر رہا ہے اور دوسری یہ ہماری اصلی دنیا ہے جہاں تیسری جنگ کے بعد ایک نئی نسل ایک نیا انسان اپنی زندگی شروع کر چکا ہے۔ لیکن ناگ! کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ ہماری اصلی دنیا ہی ہے؟"

ناگ نے کہا:

"مجھے اس لیے یقین ہے کہ یہ بات مجھے ایک ایسے شخص نے بتائی ہے جو پتھروں کی لہروں کو ان کی صحیح حالت میں محسوس کر سکتا ہے۔"

"وہ کون شخص ہے؟" عنبر نے قدرے تعجب سے پوچھا۔

ناگ نے اپنی جیب میں سے پتھر کا پتلا یاقوت نکالا اور کہا:

"یہ بات مجھے اس پتلے نے بتائی ہے۔"

عنبر پتلے کی طرف حیرانی سے دیکھنے لگا جو ناگ کے ہاتھ کے برابر سائز کا تھا اور اس کی ہتھیلی پر پڑا عنبر کی طرف اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے تک رہا تھا۔

"عنبر بھیا سلام!"

پتلے نے اپنی باریک آواز میں عنبر کو سلام کیا۔ عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ یہ تو پتھر کا پتلا ہے مگر بولتا ہے۔"

ناگ ہنس پڑا:

"عنبر بھیا! ہم نے اپنے ہزاروں برس کے سفر میں کیا کیا حیرت انگیز چیزیں نہیں دیکھیں؟ یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ بہرحال اس پتلے کا نام یاقوت میں نے رکھا ہے اور یہ زمین کی مٹی اور پتھر کی لہروں کو محسوس کر کے ان کے ارادے کو سمجھ جاتا ہے۔ زمین کے اندر کوئی بھی تبدیلی ہو رہی ہو اس پتلے کو معلوم ہو جاتی ہے۔"

"ناگ ٹھیک کہہ رہا ہے عنبر بھیا!" یاقوت پتلے نے کہا:

عنبر نے پتلے کے سر پر انگلی پھیری اور بولا:

"تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔"

پھر عنبر نے ناگ سے کہا:

"ایک حیرت انگیز تجربہ میرے پاس بھی ہے۔"

اور عنبر نے جیب سے چھوٹا سا گول یعنی شیشہ نکال کر اس کو دکھایا:

"یہ تو ایک معمولی شیشہ ہے۔" ناگ کہنے لگا:

عنبر مسکرایا: "دیکھنے میں یہ ایک معمولی شیشہ ہے مگر اس کے اندر ایک ایسی خوبی ہے جو کسی شیشے میں نہیں ہے اس کے پیچھے جو بٹن لگا ہے اس کو دبانے سے اس میں سے روشنی کا دائرہ نکلتا ہے۔ اس دائرے میں جو شے بھی آ جائے وہ تھوڑی دیر بعد غائب ہو جاتی ہے۔"

ناگ تعجب سے بولا:

"مگر وہ جاتی کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا:

"شیشے کے پیچھے ایک ڈائیل لگا ہے۔ ڈائیل میں سوئی ہے اور ڈگریوں کے نمبر لکھے ہیں ہم جس ڈگری پر چاہیں سوئی جما کر اس شیشے کی روشنی کی مدد سے وہاں پہنچ سکتے ہیں۔"

ناگ شیشے کو الٹ پلٹ کر غور سے تکنے لگا:

"یہ تو خلائی مخلوق کی ایجاد ہے۔"

عنبر بولا: "یہ ایک خلائی مخلوق ہی سے مجھے ہاتھ لگی ہے۔"

پھر عنبر نے ناگ کو حبشی لڑکی معراتی کی ساری داستان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سنا ڈالی۔

ناگ نے کہا:

"اگر حبشی لڑکی مصرانی تمہارے ساتھ اس جنگل تک آئی تھی تو پھر یقیناً وہ اسی علاقے میں ہوگی لیکن مریخ کی مخلوق کی موجودگی ہمیں مصیبت میں ڈال سکتی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ان کا زمین دوز ایٹمی مرکز یہاں سے زیادہ دُور نہیں ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ مصرانی ادھر نہیں گئی ہوگی۔ جب مریخی سپاہی نے مجھ پر فائر کیا تو وہ ضرور مجھے گرتا دیکھ کر یہی سمجھی ہوگی کہ میں مر گیا ہوں اور وہ وہاں سے فرار ہو گئی ہو گی۔"

ناگ بولا: "اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ اسی علاقے میں ہی ہو گی۔ چلو۔ جہاں ہم ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کو تلاش کریں گے وہاں تمہاری دوست مصرانی کو بھی ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔ ہو سکتا ہے۔ وہ ہمیں پہلے مل جائے۔"

عنبر نے ناگ سے کہا:

"میرا خیال ہے کہ تم عقاب بن کر اس سارے جنگل اور میدانی علاقے کا فضائی جائزہ لو۔ ہو سکتا ہے کہیں حبشی لڑکی یا کیٹی اور تھیوسانگ ہی نظر آ جائیں۔ میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا۔"

ناگ نے پتلا یاقوت عنبر کے حوالے کیا اور خود عقاب کا روپ بدل کر فضا میں بلند ہوا اور دریا والے جنگل کی طرف نکل گیا۔ عنبر اپنے قریب ہی گھاس پر لیٹے پتھر کے پتلے سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے عنبر کو بتایا کہ ناگ اسے بہت یاد کیا کرتا تھا۔

عنبر بولا: "ہم بڑے پرانے دوست ہیں۔ تم نہیں جانتے۔"

پتھر کا پتلا خاموش ہو گیا۔ پھر آہستہ سے بولا:

"عنبر بھائی! میں اگرچہ ایک پتھر ہوں مگر پتھر اور زمین پر جس کے قدم پڑتے ہیں میں اس سے واقف ہو جاتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سب دوست کئی ہزار برس سے اس دنیا میں سفر کر رہے ہیں میں آپ کی غیر معمولی طاقت سے بھی واقف ہوں"

عنبر حیران سا ہو کر پتھر کے پتلے کو تکنے لگا۔ اس نے کہا،

"کیا تم ماریا کو بھی جانتے ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کے پتلے نے جواب دیا:

"اگر وہ ہمیشہ غائب رہتی تو شاید میں اس کے بارے میں کچھ نہ جانتا۔ کیوں کہ غیبی حالت میں ماریا کے پاؤں زمین پر نہیں پڑتے۔ لیکن ماریا کئی بار زندہ حالت میں آ کر زمین پر چلتی رہی ہے۔ اس کے قدم زمین اور پتھروں پر پڑتے رہے ہیں۔ اس لیے میں ماریا کے بارے میں بھی سب کچھ جان گیا ہوں"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"یہ اچھی بات ہے کہ تم ان سب رازوں سے واقف ہو گئے ہو، لیکن یہ بتاؤ کہ کیا ماریا اور کیٹی اس زمین پر کہیں موجود ہیں؟"

پتھر کا پتلا کہنے لگا:

"اگر وہ میرے قریب سے گذریں تو بتا سکتا ہوں دور دور ہوں تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم لوگوں کے بارے میں بھی میں اس لیے سب کچھ جانتا ہوں کہ تم اس دنیا میں سفر کرتے ہوئے کئی بار میرے اوپر سے گذر چکے ہو جب میں ایک پتھر کا ٹکڑا تھا اور پہاڑ کے دامن میں پڑا رہتا تھا:

عنبر نے دیکھا کہ ناگ عقاب کی شکل میں اڑتا ہوا نیچے اتر رہا ہے۔ ناگ نے آ کر عنبر کو بتایا کہ اسے کسی جگہ کوئی حبشی لڑکی نظر نہیں آئی:

"وہاں ایک جگہ میں نے ایک گدھ کو دیکھا ہے جو ایک چٹان کے اوپر سر جھکائے بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ضرور کوئی قبرستان وغیرہ ہو گا۔ یا لوگ اپنے مردے پھینک جاتے ہوں گے۔"

پتھر کا پتلا بولا:

"اگر وہاں قبرستان ہے تو حبشی لڑکی مصرانی کو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ جنگل ہی میں کسی جگہ چھپی ہو گی۔"

عنبر نے کہا:

"ناگ! تم جنگل میں جا کر مصرانی کو دیکھو، اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کا رنگ سیاہ ہے اور اس کے ماتھے پر بائیں جانب زخم کا نشان پڑا ہوا ہے۔ میں قبرستان میں جا کر پتہ کرتا ہوں ہو سکتا ہے وہ وہیں کسی قبر میں چھپی ہو۔"

یہ کہہ کر عنبر تو چٹانوں کی طرف چل پڑا اور ناگ پتھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا پتلا جیب میں ڈال کر جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔
عنبر جن چٹانوں کی طرف جا رہا تھا یہ وہی جگہ تھی جن کے نیچے زمین کے اندر ماتا دیوی کی عورتوں کی حکومت قائم تھی اور مہارانی اس کے ایک تہہ خانے میں بوڑھی ہو کر موت کی گھڑیاں گن رہی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

زندہ قبر

عنبر سیاہ ڈراؤنی چٹانوں کے علاقے میں پہنچ گیا۔
ایسی نوکیلی اور خوفناک چٹانیں اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ وہ چٹانوں کے درمیان سے گزر رہا تھا کہ اسے ایک اونچی چٹان کے کنگورے پر ایک بہت بڑا گدھ سر جھکائے بیٹھا نظر آیا۔ اسی گدھ کے بارے میں ناگ نے اسے بتایا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی گدھ پھڑپھڑا کر اڑ گیا۔
عنبر نے دیکھا کہ وہاں نہ تو کوئی قبرستان تھا اور نہ کسی جگہ کسی انسان کی لاش ہی پڑی تھی کہ جس کو کھانے کے لیے گدھ وہاں آیا ہو۔ عنبر چٹانوں میں چلتا گیا۔
وہ دو چٹانوں میں سے گزر رہا تھا کہ اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ عنبر نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ عنبر نے قدموں کی آہٹ صاف سنی تھی۔ وہ آگے چلنے لگا۔ وہ سیاہ ڈراؤنی چٹانوں کی ایک تنگ سی گلی میں سے گزر رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچانک سیاہ گدھ پھڑپھڑاتا ہوا چٹانوں کے اوپر نمودار ہوا۔ عنبر نے سر اٹھا کر اوپر کو دیکھا ہی تھا کہ گدھ کے منہ سے نیلے دھوئیں کی ایک پھوار نکل کر عنبر کے جسم پر پڑی۔

عنبر کا سانس اس نیلے دھوئیں میں گھٹنے لگا۔ وہ چھلانگ مار کر دھوئیں کے اس خول میں سے نکل جانا چاہتا تھا لیکن دھواں اس کے پھیپھڑوں میں پہنچ چکا تھا۔ عنبر کا سر اتنی زور سے چکرایا کہ وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ عنبر کے بے ہوش ہوتے ہی گدھ نے اسے اپنے پنجوں میں اٹھایا اور تیسری سیاہ چٹان کے خفیہ دروازے کے سامنے لا کر ڈال دیا۔

گدھ نے اپنی چونچ کھول کر زور سے ایک چیخ ماری اور اڑ گیا۔

گدھ کی چیخ پر سیاہ چٹان کا خفیہ دروازہ کھلا اور اس کے اندر سے دو لمبی تڑنگی سیاہ حبشی عورتیں باہر نکلیں۔ انہوں نے بے ہوش عنبر کو جھک کر دیکھا۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے اور اسے گھسیٹتے ہوئے غار کے اندر لے گئیں۔

غار کے اندر وہ سیڑھیاں اتر کر پہلی منزل میں

گئیں۔ یہاں ماتا دیوی کی خاص دیوداسی لاچی ہاتھ میں ننگی تلوار لیے کھڑی تھی۔

اس نے پوچھا:

"یہ کہاں تک آ گیا تھا؟"

حبشی عورت بولی:

"یہ ہمارے خفیہ دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔"

لاچی نے غضبناک ہو کر کہا:

"اس کی یہ جرات؟ ضرور اسے ہمارے دشمن قبیلے ساکونی نے جاسوسی کے لیے بھیجا ہے۔ اس کی شکل اور سر کے بال بھی ساکونی قبیلے والوں کی طرح ہیں اسے ماتا دیوی کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ ابھی اسے تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دو۔"

دونوں حبشی عورتیں عنبر کو اٹھا کر تیسری منزل میں زمین کے اندر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک تہہ خانے میں لے گئیں اور اسے وہاں پھینک کر چلی گئیں۔

لاچی وہاں سے سیدھی ماتا دیوی کے دربار میں جا کر پیش ہوئی۔ جوان اور خوبصورت ماتا دیوی اپنے تخت پر بڑی شان سے بیٹھی تھی۔ سنہری تلوار اس نے اپنے زانو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر رکھی ہوئی تھی۔ پانچ تلوار والی حبشی عورتیں ایک طرف اور پانچ تلوار والی حبشی عورتیں دوسری جانب ادب سے کھڑی تھیں۔ درمیان میں چبوترے پر مقدس آگ روشن تھی لاچی جاتے ہی تین بار جھک کر آداب بجا لائی اور کہا:

"عظیم ماتا دیوی! ساکونی قبیلے کا ایک جاسوس ہم نے پکڑا ہے اگر حکم ہو تو اسے آپ کے حضور پیش کیا جائے!"

ماتا دیوی کی بھنوئیں تن گئیں۔ چہرے پر غصہ آ گیا۔ کرخت آواز میں بولی:

"ساکونی ہمارا دشمن قبیلہ ہے۔ اس کے جاسوس کو تم نے ابھی تک زندہ کیوں رکھا ہے۔ اسے ابھی تہہ خانے میں قبر کھود کر زندہ دفن کر دو۔"

"جو حکم ماتا دیوی!"

لاچی جلدی سے تعظیم بجا لا کر واپس بھاگی۔ وہ خوش قسمت تھی کہ ماتا دیوی نے اس کو کچھ نہیں کہا تھا۔ ورنہ ماتا دیوی کو جب غصہ آتا تھا تو سامنے والے کی خیر نہیں ہوتی تھی۔ لاچی نے چار حبشی عورتوں کو اپنے ساتھ لیا اور نچلے تہہ خانے میں آ گئی۔

پڑا تھا۔ عنبر ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔

لاچی کے حکم سے عورتوں نے فوراً وہیں قبر کھود ڈالی۔ جب قبر کھد گئی تو انہوں نے بے ہوش عنبر کو اٹھا کر قبر میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال کر قبر کو بند کر دیا۔

ناگ جنگل میں پھر پھرا کر جب واپس آیا تو دیکھا کہ عنبر ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ اس نے سوچا کہ حبشی ڈی مصرانی کو تلاش کر رہا ہو گا ابھی واپس آ جائے گا۔ وہ وہیں بیٹھ کر ناگ کا انتظار کرنے لگا۔ پتھر کے پتلے کو اس نے جیب سے نکال کر اپنے قریب ہی گھاس پر رکھ دیا۔ یاقوت بولا۔

"ناگ بھائی! عنبر نے بہت دیر کر دی ہے مجھے دال میں کچھ کالا کالا دکھائی دے رہا ہے۔"

ناگ مسکرایا: "ارے یاقوت میاں! ہم ایک دوسرے کے انتظار کرنے کے عادی ہیں۔ ابھی آ جائے گا عنبر۔"

مگر دو گھنٹے گذر گئے۔ دن ڈھلتا چلا گیا۔ مگر عنبر نہ آیا۔ اب تو ناگ کو بھی کچھ پریشانی ہوئی۔ اس نے پتھر کے پتلے سے کہا:

"کافی دیر ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے مجھے خود عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی تلاش میں نکلنا چاہیے۔"

پتلا کہنے لگا:

"جیسے تمہاری مرضی ناگ بھائی۔ کہیں واقعی وہ کسی مشکل میں نہ پھنس گیا ہو۔"

ناگ نے پتھر کے پتلے کو جیب میں رکھا اور جنگل میں سے نکل کر سیاہ چٹانوں کی طرف چلنے لگا۔ کیونکہ عنبر انہی چٹانوں کی طرف جانے کا کہہ کر گیا تھا۔

سیاہ چٹانوں کے درمیان پہنچ کر ناگ نے دیکھا کہ وہی گدھ اب بھی چٹان کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پتلے سے کہا:

"یہ گدھ ابھی تک ویسے ہی بیٹھا ہے۔ مجھے یہ عیار گدھ لگتا ہے۔ میں اپنی جون بدلنے لگا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اوپر کھینچا اور سانپ بن کر رینگنے لگا۔

جب وہ رینگتا ہوا گدھ والی چٹان کے قریب سے گذرا تو گدھ نے اسے دیکھ لیا۔ ایک کالے سانپ کو جاتے دیکھ کر گدھ کے دل میں جو سانپ کے خلاف دشمنی ہوتی ہے وہ ابھر آئی۔ گدھ چیخ مار کر چٹان سے اُڑا۔ غوطہ لگا کر نیچے آیا اور ناگ پر پنجہ مارا۔ ناگ

ب کر ایک پتھر کے پیچھے ہو گیا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی۔ اگر ناگ پھرتی سے کام ا تو گدھ نے اپنے تیز پنجوں سے اس کے تین ے کر دیئے ہوتے۔ ناگ پتھر کے پیچھے چھپا گدھ کو نے لگا۔ گدھ پھڑپھڑاتا ہوا سانپ کو ابھی تک تلاش کر رہا تھا۔ دن ڈوب گیا تھا۔ شام کی تاریکی نے سیاہ چٹانوں کو اور زیادہ تاریک اور ڈراؤنا بنا دیا تھا۔ گدھ کو جب سانپ نہ ملا تو وہ وہاں سے اڑ کر چلا گیا۔

ناگ نے پتلے سے کہا:

"یہ تو بڑا خبیث گدھا تھا۔"

پتلا کمزور آواز میں بولا:

"کہیں اسی گدھ نے عنبر پر حملہ نہ کر دیا ہو؟"

پتلے کے اس اندیشے پر ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ ایسا ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں ابھی تک عنبر کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ ناگ نے چاروں طرف منہ کر کے عنبر کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی۔ اسے کسی طرف سے عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ بولا:

"یاقوت! یہ گدھ ضرور کوئی پُراسرار مخلوق ہے عنبر کی خوشبو یہاں کہیں بھی نہیں ہے۔ اگر وہ آس پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتا تو مجھے اس کی ہلکی ہلکی خوشبو ضرور آتی۔"

پتلا کہنے لگا:

"اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ عنبر کو کسی ایسے بند کنوئیں میں پھینک دیا گیا ہے جہاں سے اس کی خوشبو بھی نہیں نکل سکتی۔"

ناگ کچھ سوچ کر بولا:

"مگر سوال یہ ہے کہ عنبر کو کن لوگوں نے پکڑ کر بند کنوئیں میں پھینکا ہے؟ مجھے تو یہاں کوئی قلعہ یا مکان دکھائی نہیں دیتا۔"

پتھر کا پتلا یاقوت کہنے لگا:

"یہاں مریخ کی مخلوق اتر چکی ہے اور قریب ہی عنبر کے کہنے کے مطابق ان کا زیر زمین ایٹمی مرکز بھی ہے۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ اس جگہ بھی انہوں نے کوئی خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا ہے جہاں یہاں کے انسانوں پر خطرناک تجربے کیے جا رہے ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"ایسا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ عنبر مر نہیں سکتا پھر بھی اسے اگر کسی گہرے بند کنوئیں میں پھینک دیا جائے تو وہ اس وقت وہاں قید رہنے پر مجبور

ہو گا جب تک کہ کوئی اسے باہر نہیں نکالتا۔"

پتلے نے پوچھا:

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

ناگ بولا: "میری رائے میں مجھے چھوٹے سانپ کی شکل اختیار کر کے اس سارے علاقے کا جائزہ لینا چاہیے۔"

پتلے نے کہا:

"میں بھی تو تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

ناگ بولا: "کیوں نہیں جب میں کوئی شکل تبدیل کرتا ہوں تو تم بھی چھوٹے سائز کے ہو کر میرے ساتھ چپکے رہتے ہو میں سانپ کا روپ بدلنے لگا ہوں۔"

"میں تیار ہوں۔" پتلا بولا:

ناگ نے سانس اوپر کھینچ کر چھوٹے سانپ کا روپ دھار لیا۔ وہ سیاہ رنگ کا ایک بالشت بھر کا سانپ بن گیا تھا اور پتھر کا پتلا بھی بہت ہی چھوٹا سا ہو کر اس کے جسم کے ساتھ ہی چپکا ہوا تھا۔ ناگ سیاہ چٹانی دیوار کے ساتھ رینگنے لگا۔ چٹانوں کی بنی ہوئی قدرتی گلی میں سے نکلنے کے بعد ناگ نے دیکھا کر آگے تھوڑی سی کھلی جگہ تھی۔ یہاں ایک جانب اونچی چٹان اوپر تک چلی گئی تھی اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چٹان کی دیوار کو جنگلی بیل نے ڈھانپ رکھا تھا۔

ناگ اس دیوار کی طرف جانے ہی لگا تھا کہ اسے چٹان کے ساتھ لپٹی ہوئی جنگلی بیل میں حرکت دکھائی دی۔ وہ ایک پتھر کے پیچھے ہو گیا۔ جنگلی بیل ایک طرف کو ہٹ گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ اس کے پیچھے چٹان میں ایک خفیہ دروازہ ہے جس میں سے دو اونچے قد کی حبشی عورتیں، تلواریں کمر سے لٹکائے، ہاتھوں میں پلاسٹک کے تھیلے لیے باہر نکل رہی ہیں۔ انہوں نے دروازے سے چند گز کے فاصلے پر پلاسٹک کے لفافوں میں بھری ہوئی کالی مٹی الٹ دی۔ اس کے بعد وہ واپس چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی چٹان کا خفیہ دروازہ بند ہو گیا۔

ناگ نے پتلے سے کہا:

"یہ مریخ کی مخلوق نہیں تھی۔ یہ تو اس علاقے کی حبشی عورتیں تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگل کے اندر انہوں نے کوئی خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا ہے۔"

پتلا کہنے لگا:

"میرا بھی یہی خیال ہے کہیں یہ جادوگرنیاں عنبر کو اغوا کر کے اندر نہ لے گئی ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"ہمیں اس غار کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنی ہو گی۔"

ناگ رینگتا ہوا مٹی کی دونوں چھوٹی ڈھیریوں کے قریب سے گزر گیا۔ یہاں خفیہ دروازہ تھا وہاں چٹان بالکل بند تھی۔ کوئی درز بھی نہیں تھی کہ اس میں سے ناگ رینگ کر اندر داخل ہو سکتا۔

ناگ نے پتلے سے کہا:

"میں چٹان کے پیچھے جا کر دیکھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہاں کوئی اندر جانے کا راستہ مل جائے۔"

ناگ رینگتے ہوئے چٹان کے پیچھے آیا ہی تھا کہ اچانک وہی منحوس گدھ نمودار ہوا اور اس نے ناگ پر جھپٹا مارا۔ ناگ جھاڑی میں گھس گیا۔ گدھ نے اپنے منہ سے پیلے رنگ کا دھواں نکالا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ دھواں اس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ تڑپ کر بجلی کی تیزی کے ساتھ پیچھے کو لپکا اور چٹان کے سوراخ میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا بل تھا جو آگے جا کر چوڑا ہو گیا اور پھر ایک چھوٹی سی نالی میں نکل آیا۔ نالی میں پانی بہہ کر زمین کے نیچے سے باہر جا رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے نالی کے کنارے کنارے اس طرف رینگنا شروع کیا جدھر سے پانی آ رہا تھا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد آگے لوہے کا جنگلا آ گیا۔ اس جنگلے نے نالی کا منہ بند کر رکھا تھا۔ مگر ناگ بڑی آسانی سے جنگلے میں سے گزر گیا۔

اب نالی ایک تنگ چھوٹی سی سرنگ میں داخل ہو گئی۔ سرنگ میں بائیں جانب اندھیرے میں ناگ کو ایک چھوٹی سی نالی دکھائی دی۔ جو پانی بہنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اس چھوٹی نالی میں داخل ہو کر دوسری طرف جانا چاہیے۔ ناگ چھوٹی نالی میں سے رینگ کر گزر گیا۔ اس نے اپنا سر باہر نکالا تو دیکھا کہ ایک تنگ و تاریک تہہ خانہ ہے۔ اور دیوار کے پاس ایک بہت ہی بوڑھی عورت گردن جھکائے بیٹھی ہے۔ اس کے بال برف کی طرح سفید ہیں۔ جسم کی ہڈیاں نکل ہوئی ہیں۔ بھنوؤں کے بال بھی سفید ہو چکے ہیں جو اس کی آنکھوں پر لٹک رہے ہیں۔

ناگ بڑا حیران ہوا۔ اتنی بوڑھی عورت اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پہلے تو وہ یہ سمجھا کہ یہ عورت

مر چکی ہے اور اس کا ڈھانچہ دیوار کے ساتھ لگا ہے۔ مگر ناگ نے دیکھا کہ اس بڑھی عورت کا سر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ رینگتا بوڑھی عورت کے قریب ایک جانب آ گیا۔

اس بوڑھی عورت کے سامنے مٹی کا ایک گھڑا پڑا تھا جس پر مٹی کا پیالہ اوندھا رکھا ہوا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ یہ عورت اگر زندہ ہے تو اس سے بات کرنی چاہیے۔ ضرور یہ یہاں رہنے والی مخلوق کی قیدی عورت ہے ناگ اس عورت سے سانپ کی شکل میں رہتے ہوئے بات نہیں کر سکتا تھا۔ ضروری تھا کہ وہ انسانی شکل اختیار کرے۔

ناگ نے اندازہ لگایا کہ بوڑھی عورت کی آنکھیں بند ہیں اور وہ اتنی بوڑھی ہے کہ اسے شاید ہی کوئی شے نظر آتی تھی۔ ناگ نے بوڑھی عورت کے پیچھے آ کر انسانی شکل اختیار کر لی۔ پتھر کا پتلا ابھی تک خاموش تھا۔ اس نے بھی بوڑھی عورت کو دیکھ لیا تھا۔ اپنی باریک آواز میں بولی:

"ناگ بھائی! یہ عورت اتنی بوڑھی ہے کہ ہمیں کچھ نہیں بتا سکے گی۔"

ناگ نے آہستہ سے پتھر کے پتلے کو خاموش رہنے کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔ اگرچہ وہ بڑی مدھم آواز میں باتیں کر رہے تھے مگر بوڑھی عورت نے ان کی آواز سن لی تھی۔ یہ بوڑھی عورت عنبر کی دوست حبشی لڑکی مصرانی تھی جس کی جوانی چھین کر ماتا دیوی خود جوان ہو گئی تھی اور مصرانی کو بوڑھا کر کے یہاں مرنے کے لیے پھینک دیا گیا تھا۔ بوڑھی مصرانی نے آہستہ آہستہ سر گھمایا۔ شاید وہ پیچھے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ناگ اس کے سامنے آ گیا۔ بوڑھی مصرانی نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے آنکھوں کے آگے ہوتے بھنوؤں کے سفید بال پرے ہٹائے اور ناگ کی طرف دیکھا۔ اسے ناگ کی شکل بالکل صاف نظر آ رہی تھی۔ کیوں کہ اگرچہ مصرانی کو بوڑھی عورت بنا دیا گیا تھا مگر یہ بڑھاپا غیر قدرتی تھا۔ مصرانی کا جسم ضرور بوڑھا ہو گیا تھا مگر اس کی نظر اسی طرح جوان تھی۔ اس نے اپنی کوٹھڑی میں ایک انسان کو دیکھا تو یہی سمجھی کہ یہ بھی حبشی ملکہ ماتا دیوی کا کوئی غلام ہے اور اسے ہمیشہ کے لیے ختم کرنے آیا ہے۔

بوڑھی مصرانی نے اپنی کپکپاتی آواز میں کہا:

"مجھے کیوں زندہ رکھا ہے۔ مجھے ختم کر دو۔"

ناگ بوڑھی مصرانی کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور اس کی زبان میں آہستہ سے بولا:

"دادی جان! میں تمہیں مارنے نہیں آیا۔"

بوڑھی مصرانی کو ناگ کا دادی جان کہنا بہت برا لگا اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا:

"میں دادی جان نہیں ہوں۔ میری عمر انیس برس ہے مجھے۔ مجھے جادو کے زور سے بوڑھی عورت بنایا گیا ہے۔"

ناگ تو یہ سن کر ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اس نے بے اختیار پوچھا:

"پھر تم — تم کون ہو؟"

بوڑھی مصرانی نے مُڑک مُڑک کر کہا:

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو۔ اور۔ اور اس قبر میں کیسے داخل ہو گئے؟"

ناگ بھلا اس عورت کو کیسے اپنے بارے میں بتا سکتا تھا۔ اس نے صرف اتنا کہا:

"میں اپنے بارے میں تمہیں اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ میں تمہارے دشمنوں میں سے نہیں ہوں۔ میں اپنے ایک دوست کی تلاش میں یہاں آیا ہوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اگر وہ مجھے مل گیا تو میں تمہیں بھی اس کے ساتھ یہاں سے نکال لے جانے کی کوشش کروں گا۔"

بوڑھی مصرانی نے جواب دیا:

"میں اپنی جوانی ظالم ماتا دیوی کے اس زمین دوز غار میں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ میں اس سے اپنی جوانی واپس لوں گی۔ اور اسے اس کا بڑھاپا واپس کر کے ہی یہاں سے جاؤں گی۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ ماتا دیوی کون ہے؟"

بوڑھی مصرانی نے کہا:

"ماتا دیوی یہاں کی ملکہ ہے جو اس زمین دوز غاروں کی سلطنت پر حکومت کرتی ہے یہ عورتوں کی سلطنت ہے۔ ماتا دیوی ایک جادوگرنی بھی ہے۔"

ناگ نے سوال کیا:

"تم۔ ماتا دیوی کے چنگل میں کیسے پھنس گئیں؟"

بوڑھی مصرانی رک رک کر بات کر رہی تھی کہنے لگی:

"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ مگر یہاں میں اپنے ایک دوست کے ساتھ اپنے ماں باپ کی تلاش میں آئی تھی کہ ماتا دیوی کے گدھ نے مجھے جکڑ لیا۔"

ناگ ایک دم سے چونک اٹھا۔ کیوں کہ اسے عنبر نے بھی بتایا تھا کہ وہ اپنی دوست لڑکی مصرانی کے ساتھ اس کے ماں باپ کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ تو بوڑھی کھوسٹ عورت ہے۔ مصرانی تو نوجوان لڑکی تھی۔ پھر اسے یاد آ گیا کہ اس بوڑھی عورت نے کہا ہے کہ وہ انیس برس کی ہے اور ماتا دیوی نے اسے جادو کے زور سے بوڑھی کر دیا ہے۔

ناگ نے جلدی سے پوچھا:

"کیا تم ۔۔۔ تم مصرانی تو نہیں ہو؟"

بوڑھی عورت بھی چونک گئی۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنا سر گھمایا اور ناگ کی طرف دیکھا۔ ناگ نے دیکھا کہ بوڑھی عورت کی آنکھیں نوجوان لڑکیوں کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ بوڑھی عورت بولی:

"میں ۔۔۔ ہاں میں مصرانی ہوں مگر ۔۔۔ مگر تمہیں میرے بارے میں کیسے پتہ چلا؟"

ناگ نے فوراً ہی سوال کیا:

"تمہارے ساتھ جو تمہارا دوست آیا تھا کیا۔ کیا اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا نام عنبر تو نہیں تھا ؟"

بوڑھی مصرانی نے کہا:

"ہاں — یہی نام تھا اس کا مگر —— مگر تم عنبر کو بھی جانتے ہو ؟"

"ہاں" ناگ بولا، "میں عنبر کو جانتا ہوں۔ کیونکہ میں اس کا جگری دوست اور ساتھی ناگ ہوں۔"

اب تو بوڑھی مصرانی کی حیرانی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ مگر اس کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

ناگ نے کہا:

"تم ۔ تم رو کیوں رہی ہو مصرانی ؟"

بوڑھی مصرانی غمگین اور آنسو بھری آواز میں بولی:

"اس لیے کہ عنبر اب اس دنیا میں نہیں ہے میں نے اپنے سامنے اسے مریخ والوں کی گن فائر سے مرتے دیکھا ہے۔ ناگ! مجھے معاف کر دینا۔ عنبر میری خاطر مر گیا!"

بوڑھی مصرانی سسکیاں بھرنے لگی۔ ناگ مسکرا رہا تھا۔

بوڑھی مصرانی تعجب سے بولی:

"کیا تمہیں اپنے دوست عنبر کے مرنے کا دکھ نہیں ہے؟ وہ تمہارا پیارا دوست تھا۔"

ں نے کہا: مسکرا اس

ہاں وہ میرا پیارا دوست ہے۔ میں ے رہا ہوں کہ وہ مرا نہیں۔"

وہ کیسے؟ میری اپنی آنکھوں کے سامنے اس پر فائر ہوا تھا اور خلائی مخلوق کی پستول کے فائر سے کوئی نہیں بچ سکتا۔"

ناگ نے مصرانی کو زیادہ بتانے کی ضرورت محسوس نہ ۔ اس نے بس اتنا ہی کہا:

"عنبر مجھے مل چکا ہے۔ ہم اکٹھے ہی اس جنگل میں نہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ عنبر ایک بار پھر کھو گیا۔ میں اس کی تلاش میں چٹانوں کی طرف آیا اور یہاں پہنچ گیا۔"

بوڑھی مصرانی نے بوڑھے ہاتھ اٹھا کر دعا کی:

"اے خدا! عنبر کو سلامت رکھنا۔ اس نے میری خاطر بڑی سے بڑی قربانی دی ہے۔ وہ ایک بہادر اور قیمتی دوست ہے۔ وہ ضرور میری تلاش میں ہو گا مگر تم یہاں اس تہہ خانے میں کیسے پہنچ گئے؟"

ناگ سوچ میں پڑ گیا کہ مصرانی پر اپنا آپ ظاہر کرے یا نہیں؟ کیونکہ اس کی بے علمی سے ظاہر ہوتا تھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اس کے بارے میں اسے کچھ نہیں بتایا۔ اس وقت بوڑھی مصرانی کو اپنی غیر معمولی طاقت کے بارے میں کچھ بتانا ضروری بھی تھا۔ کیوں کہ تہہ خانہ بند تھا اور ناگ کو ابھی وہاں سے باہر بھی جانا تھا۔ چنانچہ ناگ نے کہا:

"سنو مصرانی! میرے پاس بھی تھوڑا سا طلسم ہے جس کی وجہ سے میں اپنی شکل بدل لیتا ہوں۔ اور میرے پاس جادو کا ایک پتلا بھی ہے جو باتیں کرتا ہے۔ میں سانپ کی شکل اختیار کرکے اس نالی کے ذریعے تمہارے تہہ خانے میں آیا ہوں۔"

بوڑھی مصرانی کہنے لگی:

"اگر تمہارے پاس جادو ہے تو تم ماتا دیوی کے جادو کو ختم کر کے مجھے پھر سے جوان کر دو۔ اور یہاں سے مجھے نکال کر لے جاؤ۔"

ناگ اس کی بات کا کیا جواب دیتا۔ بولا:

"شاید میرا جادو اتنا طاقتور نہیں ہے کہ ماتا دیوی کے جادو کا مقابلہ کر سکے لیکن میں کوشش ضرور کروں گا۔"

بوڑھی مصرانی نے مایوس ہو کر سر جھکایا اور آہ

کر بولی:

"تم بھی میری طرح یہاں قید ہو کر رہ گئے ہو۔ تم بھی میری کوئی مدد نہیں کر سکو گے۔ ماتا دیوی کا جادو بہت طاقتور ہے۔ میری قسمت میں اب بڑھاپے کی موت ہی لکھی ہے۔ یہ تہہ خانہ میری قبر بنے گی۔"

اور بوڑھی مصرانی آہستہ آہستہ آنسو بہانے لگی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"ایسی بات نہیں ہے۔ مصرانی۔ ہمیں خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ مایوسی گناہ ہے۔ خدا ہماری مدد کرے گا۔"

بوڑھی مصرانی نے کہا:

"میں نے دو روز سے کچھ نہیں کھایا۔ صرف پانی پی رہی ہوں۔ اب پانی بھی ختم ہونے والا ہے ظاہر ہے میں اس طرح دو ایک روز تک ہی زندہ رہ سکوں گی۔"

ناگ بولا: "میں تمہارے کھانے کے لیے کچھ لے کر آتا ہوں۔ مجھے تم بتاؤ کہ ماتا دیوی نے تم پر کس طرح جادو کیا تھا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھی مصرانی کے ساتھ جو کچھ بیتی تھی وہ ساری کی ساری اس نے ناگ کو سنا دی۔

ناگ نے اپنے پتلے سے پوچھا:

"یاقوت! تمہارا کیا خیال ہے؟"

پتلا بولا: "ہمیں سب سے پہلے مصرانی کے لیے کچھ کھانے کو لانا ہوگا تاکہ یہ زندہ رہ سکے۔ اس کے بعد سوچیں گے کہ اسے پھر سے جوان کس طرح بنایا جائے اور ماتا دیوی کے طلسم کو کس طرح شکست دی جائے۔"

ناگ نے مصرانی سے کہا:

"مصرانی! تم گھبراؤ مت۔ میں ابھی تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر بوڑھی مصرانی کی آنکھوں کے سامنے ناگ دوبارہ سانپ بن کر نالی کے راستے باہر نکل گیا۔ زمین کی سرنگ سے ہوتے ہوئے وہ چٹانوں سے باہر آگیا۔ یہاں کھانے کو بھلا اسے کیا مل سکتا تھا۔ اس نے پتھر کے پتلے سے مشورہ کیا تو پتلا کہنے لگا:

"یہاں کوئی پھلدار درخت بھی نہیں ہے کہ ہم پھل ہی توڑ کر مصرانی کے لیے لے جا سکتے۔ ہاں ایک

بات ہو سکتی ہے۔"

"وہ کیا؟" ناگ نے پوچھا:

پتلا کہنے لگا:

"مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ ان چٹانوں کے اندر ایسے سمندری بیج چھپے ہوتے ہیں جو ایک انسان کو ایک ماہ تک زندہ رکھ سکتے ہیں۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ سمندری بیج ان چٹانوں میں کیسے آ گئے؟"

پتلا بولا: "تمہیں معلوم نہیں۔ یہ چٹانیں کبھی سمندر میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ یہ سارے کا سارا علاقہ کبھی سمندر تھا جس جگہ تم کھڑے ہو یہاں سے پتھر اکھاڑو۔ تمہیں اس کے نیچے سمندری بیج ملیں گے جو غذائیت سے بھرپور ہیں۔ ہم یہ بیج لے جا کر مصرانی کو دے سکتے ہیں۔"

ناگ نے ایسا ہی کیا۔ اس نے پتھر کو اکھاڑا تو اس کے نیچے تربوز کے بیجوں کی طرح کے بے شمار سیاہ بیج پڑے تھے۔ ناگ نے سارے بیج اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیے اور سانپ ہی کی شکل میں نالی اور سرنگ میں سے ہوتا ہوا واپس بوڑھی مصرانی کے پاس آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے ایک بار پھر انسانی شکل اختیار کی اور مصرانی کو بیج کھلائے۔ باقی بیج اس کے پاس رکھ دیئے اور کہا:

"میں مانا دیوی کے جادو کے توڑ کی تلاش میں جاتا ہوں تم بھوک لگے تو یہ بیج کھا لیا کرنا۔"

بیج کھانے سے بوڑھی مصرانی کے بوڑھے جسم میں تھوڑی بہت طاقت آ گئی تھی۔ اُس نے کہا:

"مانا دیوی سے خبردار رہنا۔ وہ بڑی ظالم جادوگرنی ہے۔ یہاں اس کی پوجا ہوتی ہے۔"

ناگ بولا "فکر مت کرو۔ میں انسانی بھلائی کی خاطر یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ مجھے اپنی کوئی غرض نہیں ہے اس لیے خدا میری مدد کرے گا۔"

بوڑھی مصرانی نے ناگ کو تہہ خانے کا دروازہ دکھایا جو بند تھا۔ اس میں ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں اس سوراخ میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ دوسری طرف پتھر کی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ناگ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلا گیا۔ آگے ایک راہ داری بنی ہوئی تھی۔ اس جگہ گہرا اندھیرا تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ رینگتا آگے بڑھا۔

پُراسرار اہرام

رینگتا رینگتا ناگ راہ داری سے نکل کر دوسرے برآمدے میں آ گیا۔

یہاں اس نے دیکھا کہ برآمدے میں آمنے سامنے دروازے تھے جن کے باہر اونچے قد کی حبشی عورتیں تلواریں ہاتھوں میں لیے پہرہ دے رہی تھیں۔ ناگ برآمدے کی چھت سے چمٹا رینگ رہا تھا۔ ایک دروازے کے اندر سے روشنی نکل رہی تھی۔ ناگ اندر داخل ہو گیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ شاندار ہال کمرے میں مشعلیں جل رہی تھیں۔ ایک چبوترے پر آگ روشن ہے۔ اس کے پیچھے ایک عالی شان تخت بچھا ہے جس پر ایک نہایت خوبصورت جوان عورت سر پر تاج رکھے بیٹھی ہے۔ کتنی ہی حبشی عورتیں اس کے دائیں بائیں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں۔ ناگ خاموشی سے دروازے کے اوپر چھت سے چمٹا رہا۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہی مانا دیوی ملکہ ہے جو جادوگرنی بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ یہاں کوئی خاص رسم ادا ہو رہی ہے کیوں کہ حبشی عورتیں ماتا دیوی کا ہار سنگھار کر رہی تھیں کوئی بال سنوار رہی تھی۔ کوئی ماتا دیوی کی آنکھوں میں سُرمہ ڈال رہی تھی۔ کوئی اس کے جسم پر پھولوں کے گہنے سجا رہی تھی۔ کوئی اس کے آگے آگ میں منتر پڑھتے ہوئے خوشبو ڈال رہی ہے۔ ناگ خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔

اتنے میں ماتا دیوی نے ہاتھ کے اشارے سے سب عورتوں کو پیچھے جانے کا حکم دیا۔ حبشی عورتیں پیچھے ہٹ کر ادب سے کھڑی ہوگئیں۔

ماتا دیوی نے آئینے میں اپنی شکل دیکھی اور کہا:

"لاچی! مقدس سانپ کو لایا جائے۔"

ناگ چھت کے ساتھ چمٹا چمٹا چونک پڑا۔ یہاں مقدس سانپ کون سا آگیا؟

حبشی عورت لاچی نے سر جھکا کر کہا:

"جو حکم ماتا دیوی!"

لاچی نے دوسری عورت کی طرف دیکھ کر تالی بجائی۔ دوسری عورت تیزی سے ایک کمرے میں گھس گئی۔ جب واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک بند پٹاری تھی۔ پٹاری لاچی نے تھام کر ماتا دیوی کے سامنے تخت پر رکھ دی۔ پٹاری کے

اندر ایک بہت ہی زہریلا سانپ تھا۔ جس نے مقدس ناگ دیوتا کی بُو سونگھ لی تھی۔ وہ بے تابی سے پٹاری کے اندر بل کھا رہا تھا۔ جونہی ماتا دیوی نے پٹاری کا منہ کھولا زہریلا سانپ اچھل کر باہر آیا اور اس نے چھت کی طرف دیکھا سانپ کی زبان میں کہا:

"مقدس ناگ دیوتا! کیا تم یہاں تشریف لائے ہو؟"

ناگ نے جلدی سے سانپ ہی کی زبان میں کہا:

"خبردار! میری طرف آنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں ایک خاص مقصد لے کر آیا ہوں اور اپنا آپ ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ یہ عورت تم کو جو کہتی ہے وہی کرو۔"

سانپ نے کہا:

"جو حکم مقدس ناگ دیوتا!"

ماتا دیوی پریشان سی ہو کر سانپ کو تک رہی تھی۔ اس نے کہا:

"لاچی! میں ہر روز اس زہریلے سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوا کر اس کا زہر اپنے بدن میں داخل کرتی ہوں مگر یہ کبھی اتنا گھبرایا ہوا نظر نہیں آیا تھا۔ آج یہ سانپ اتنا گھبرایا ہوا کیوں ہے؟"

لاچی نے عرض کی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ملکہ صاحبہ! یہ آپ کے رُعب سے گھبرا رہا ہے۔"

اس وقت سانپ ناگ کے کہنے پر مطمئن ہو گیا تھا۔ ماتا دیوی نے کہا:

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو لاچی! دیکھو۔ اب یہ کس طرح شریف بن گیا ہے۔ اب میں اس سے ڈسواؤں گی۔"

یہ کہہ کر ماتا دیوی نے سانپ کی گردن پکڑ کر اس کا منہ اپنے بازو کے ساتھ لگا دیا۔ پہلے کی طرح اب بھی سانپ نے ماتا دیوی کے بازو پر ڈس دیا۔ اپنے دانت اس کے بازو میں گاڑ کر اپنا زہر ماتا دیوی کے جسم میں داخل کر دیا۔ ماتا دیوی کو فوراً نیند آنے لگی۔ اس نے لاچی سے آہستہ سے کچھ کہا۔

لاچی نے تمام عورتوں کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا اور خود بھی سانپ کو پٹاری میں بند کر کے ایک کمرے کی طرف بڑھی۔

ناگ نے بھی چھت پر آگے کی طرف رینگنا شروع کیا۔ لاچی اس کمرے میں داخل ہو گئی۔ ناگ بھی چھت کے ساتھ لگا رینگتا ہوا کمرے کی چھت پر آ کر کونے میں چھپ گیا۔ لاچی نے سانپ کی پٹاری ایک تپائی پر رکھی اور واپس چلی گئی۔ کمرہ خالی رہ گیا تو ناگ چھت پر رینگتا ہوا نیچے اُتر آیا۔

اس نے پٹاری کے پاس جا کر اس میں بند سانپ کو باہر آنے کا حکم دیا۔

زہریلا سانپ فوراً باہر آ گیا۔ ناگ نے کہا:

"تم ماتا دیوی کو کیوں ڈستے ہو؟"

زہریلے سانپ نے بڑے ادب سے سر جھکا کر کہا:

"ناگ دیوتا! جب سے ماتا دیوی نے آگ میں سے گذر کر اپنے بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل کیا ہے اس کے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ہر روز اپنے آپ کو مجھ سے ڈسوائے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو اس کا بڑھاپا دوبارا واپس آ جائے گا۔"

ناگ نے کہا:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کل سے ماتا دیوی کو مت ڈسنا۔"

زہریلا سانپ کہنے لگا:

"مقدس ناگ دیوتا! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ماتا دیوی کا بڑھاپا واپس آ جائے اور وہ پھر سے بوڑھی کھوسٹ بن جائے؟"

ناگ بولا: "ابھی میں یہی چاہتا ہوں۔"

زہریلا سانپ بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس ناگ! اس کے لیے تو میں ماتا دیوی کے جسم میں زہر کی اتنی مقدار داخل کر سکتا ہوں کہ زہر کا اثر اُلٹا ہو جائے اور وہ پھر سے بوڑھی کھوسٹ بن جائے گی لیکن اس سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا۔"

ناگ نے کہا:

"میں اس لڑکی کو پھر سے جوان دیکھنا چاہتا ہوں جس کی جوانی اس بڈھی کھوسٹ عورت نے چھین لی ہے۔"

زہریلا سانپ کہنے لگا:

"مقدس دیوتا! میں اگر ماتا دیوی کو بوڑھا بنا بھی دوں تو بھی اس لڑکی کی جوانی واپس نہیں آئے گی۔ وہ ویسے کی ویسی بوڑھی ہی رہیگی۔"

ناگ نے پوچھا:

"تو پھر وہ لڑکی کیسے پھر سے جوان ہو سکتی ہے؟ کیا تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتے ہو کیوں کہ میں اسی مشن کو لے کر یہاں آیا ہوں؟"

زہریلا سانپ کہنے لگا:

"مقدس ناگ! ماتا دیوی کوئی جادوگرنی نہیں ہے مگر اس کے پاس ایک زبردست منتر ہے جس کے لیے شرط تھی کہ اس کو اپنی کوئی ہم شکل لڑکی ملے۔ جب اسے یہ لڑکی مل گئی تو وہ منتر پڑھ کر اسے گود میں لے کر آگ میں سے گذر گئی اور اس کے بعد وہ لڑکی بوڑھی عورت بن گئی اور ماتا دیوی پھر سے جوان ہو گئی۔ اب اگر آپ اس لڑکی کو پھر سے جوان دیکھنا چاہتے ہیں تو ماتا دیوی سے خاص طلسمی منتر معلوم کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ منتر آپ نے معلوم کر لیا تو پھر آپ اسے پڑھ کر اس لڑکی کو دوبارا آگ میں سے گذاریں گے تو وہ دوبارا جوان ہو جائے گی۔"

ناگ نے کہا:

"وہ طلسمی منتر میں کیسے معلوم کر سکتا ہوں۔"

زہریلا سانپ بولا:

"یہ منتر ماتا دیوی کا سب سے بڑا راز ہے۔ وہ یہ منتر کسی کو نہیں بتائے گی۔ کاش میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا۔ مگر میں بھی مجبور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ طلسمی منتر آپ کو خود ہی کسی طریقے سے معلوم کرنا پڑے گا۔"

ناگ خاموش ہو گیا پھر بولا:

"اچھا تم واپس اپنی پٹاری میں جا کر آرام کرو۔ میں خود ہی کچھ کرتا ہوں۔ اگر تمہاری ضرورت پڑی تو میں تم سے مدد لے لوں گا۔"

"میں ہر وقت حاضر ہوں مقدس ناگ!"

یہ کہہ کر زہریلا سانپ واپس پٹاری میں چلا گیا۔ ناگ خالی کمرے میں اکیلا رہ گیا۔ ناگ نے اندر سے کنڈی لگا لی اور انسان کی شکل اختیار کر کے پتھر کے پتلے سے صورت حال کے بارے میں مشورہ کیا۔

پتلے نے کہا:

"ماتا دیوی یہ طلسمی منتر کسی کو نہیں بتائے گی۔ یہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا راز ہے۔ اس کے لیے کوئی گہری چال چلنی ہو گی۔"

ناگ بولا: "یہی تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کونسی چال چلنی چاہیے؟"

وہ باتیں کر رہے تھے کہ انہیں انسانی قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔ پتھر کے پتلے نے ناگ

خبردار کیا:

کوئی آ رہا ہے۔"

اگ نے فوراً سانس اوپر کھینچا اور چھوٹے سانپ شکل اختیار کر کے زہریلے سانپ کی پٹاری والی میز پیچھے جا کر چھپ گیا۔ ناگ نے یہ عقلمندی کی تھی اپنا روپ بدلنے سے پہلے دروازے کی اندر والی کنڈی کھول دی تھی تا کہ کسی کو یہ شک نہ پڑے کہ اندر کوئی پہلے سے موجود تھا۔ دروازہ کھلا اور ماتا دیوی کی خاص ملازمہ اور راز دار لاچی ایک دوسری حبشی عورت کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ انہوں نے اندر آتے ہی دروازہ بند کر دیا اور باتیں کرنے لگیں۔ لاچی نے جو ن حبشی عورت تھی مگر اس کی ساتھی ذرا پکی عمر کی عورت تھی۔

لاچی نے کہا:

"لارکا! اب مجھ سے ماتا دیوی کی ناز برداریاں اور حکم نہیں اٹھائے جاتے۔ میں چاہتی ہوں جتنی جلدی ہو سکے اس کا کام تمام کر کے اس کی جگہ خود ماتا دیوی بن کر تخت سنبھال لوں۔"

پکی عمر کی حبشی عورت لارکا بولی:

"لاچی! یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ماتا دیوی کو ہم ہلاک نہیں کر سکتے۔"

لاچی نے کہا:

"ہم اسے پھر سے بڑھی کھوسٹ بنا کر بیکار تو کر سکتے ہیں۔ پھر وہ ہمارے خلاف کچھ نہیں کر سکے گی۔ کیوں کہ وہ جادوگرنی نہیں ہے۔ اسے سوائے جوانی کے خفیہ منتر کے اور کوئی جادو نہیں آتا۔"

لارکا بولی: "یہی منتر تو ایک مصیبت ہے جب تک ہمیں اس منتر کا راز معلوم نہیں ہو جاتا ہم ماتا دیوی کو دوبارا جوان عورت سے بڑھی کھوسٹ نہیں بنا سکتے اور یہ طلسمی منتر سوائے ماتا دیوی کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے۔"

لاچی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر بولی:

"ماتا دیوی کے میں بہت قریب رہتی ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ آدھی رات کو وہ اپنی خواب گاہ سے غائب ہو جاتی ہے۔ میں دو ایک بار آدھی رات کو اس کے کمرے میں گئی تو وہ اپنے پلنگ پر موجود نہیں تھی۔ باہر

بھی کہیں نہیں تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ماتا دیوی آدھی رات کو کسی خفیہ جگہ پر جاتی ہے۔"

"وہ کہاں سے جاتی ہو گی؟" لارکا نے پوچھا۔

لاچی کہنے لگی:

"جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے۔ ماتا دیوی کی خواب گاہ میں کوئی خفیہ راستہ ضرور ہے جس کے بارے میں اس نے مجھے بھی نہیں بتایا۔ اگر ہم یہ معلوم کر لیں کہ وہ کہاں جاتی ہے تو ہو سکتا ہے ہمیں اس کی جوانی کے خفیہ منتر کا کچھ سراغ مل جائے۔"

لارکا نے کہا:

"یہ کام تم ہی کر سکتی ہو۔ تم اس کی خاص خادمہ ہو تم اس کی ٹوہ میں رہو اور پتہ کرو کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کس راستے سے جاتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" لاچی نے کہا: "میں کل رات اس کی خواب گاہ ہی میں چھپ جاؤں گی۔ آؤ اب چلتی ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بعد وہ دونوں عورتیں کمرے سے نکل گئیں۔ ناگ نے ان کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ جب وہ چلی گئیں تو پتھر کے پتلے نے کہا:

"ان عورتوں نے تمہیں بہت کچھ بتا دیا ہے ناگ! میری رائے یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ عورتیں ماتا دیوی کا پیچھا کریں تم آج رات کسی طرح اس کی خواب گاہ میں پہنچ کر چھپ جاؤ اور اس کا پیچھا کرو۔ مجھے یقین ہے کہ ماتا دیوی کسی ایسی جگہ جاتی ہے جہاں سے ہمیں بہت کچھ مل سکتا ہے۔"

ناگ نے بھی دل میں یہی فیصلہ کیا تھا۔ کہنے لگا:

"میں ایسا ہی کروں گا۔ ابھی رات کا پہلا پہر ہے میں ماتا دیوی کی خواب گاہ تلاش کر کے وہاں جاکر چھپ جاتا ہوں۔"

ناگ اس وقت سانپ کے روپ ہی میں تھا۔ وہ رینگ کر بند دروازے کے سوراخ میں سے باہر نکل گیا۔ اب اس نے زمین کے اندر کے سارے راستوں کو کھنگال ڈالا۔ وہ چھت سے لگا رینگ رہا تھا جس کی وجہ سے کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آخر اسے ایک جگہ چار جنتی

...ڑی پہرہ دیتی نظر آئیں۔ یہاں ایک خوبصورت محرابی دروازہ تھا۔ ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہی ماتا دیوی کی خوابگاہ ہو۔ چنانچہ وہ اُدھ کھلے دروازے کے اوپر سے نکل کر دوسری طرف چلا گیا۔

یہ ایک بہت خوبصورت اور شاندار خواب گاہ تھی۔ ماتا دیوی ایک حسین عورت کے روپ میں عالی شان بچھونے والے پلنگ پر بیٹھی سیب کھا رہی تھی۔ دو عورتیں پیچھے کھڑی اس کے سیاہ لمبے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ کنگھی کرنے کے بعد انہوں نے بالوں کو باندھا تو ماتا دیوی نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں خواب گاہ سے چلے جانے کو کہا۔ دونوں خادمہ عورتیں ادب سے جھک کر باہر چلی گئیں۔

ماتا دیوی نے ان کے جاتے ہی اٹھ کر خواب گاہ کے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ پھر وہ پلنگ کے پاس سنگار میز پر بیٹھ گئی۔ یہ سنگِ مرمر کا سنگھار میز تھا جس میں گول آئینہ لگا تھا۔ ماتا دیوی آئینے میں اپنے آپ کو دیکھنے لگی۔

ناگ خواب گاہ کی چھت سے لگا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ماتا دیوی نے سنگھار میز کے ایک خفیہ خانے میں سے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنجی نکالی اور چاروں طرف غور سے دیکھا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ وہاں اس کے سوا کوئی نہیں ہے تو وہ سنگھار میز کے پیچھے آ گئی۔ یہاں اس نے کسی خفیہ بٹن کو دبایا تو سنگھار میز اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ ناگ بھی چھت پر سے رینگ کر دیوار سے ہوتا ہوا سنگھار میز کے قریب آ کر پردے کی اوٹ میں چھپ گیا۔ ماتا دیوی نے فرش پر سے قالین کو ایک طرف ہٹا دیا۔ وہاں ایک تختہ لگا تھا۔ ماتا دیوی نے کنجی لگا کر تختے کا تالا کھولا اور تختہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔

وہاں لکڑی کی سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

ماتا دیوی سیڑھیاں اتر گئی۔ ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے اندھیری سیڑھیوں میں تیزی سے اتر کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ ماتا دیوی کو معلوم نہ ہو سکا کہ ناگ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس نے تختے کو بٹن دبا کر واپس اپنی جگہ پر کر دیا۔ پھر وہ سیڑھیاں اتر کر ایک تنگ و تاریک کمرے میں آ گئی۔ ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ تنگ و تاریک کوٹھڑی کی چھت سے کونے میں چپک کر دیکھنے لگا کہ ماتا دیوی یہاں کیا کرنے آئی ہے۔ کوٹھڑی کے کونے میں ناگ کو ایک عورت کا بت نظر آیا۔ اس بت کے سر پر ایک گول

رکا ہوا تھا۔ ماتا دیوی بت کے آگے جھک گئی۔

پھر بولی:

"اکاش کی دیوی! تمہاری مہربانی سے اور تمہارے منتر سے مجھے میری جوانی پھر سے مل گئی ہے۔ اب میں اپنا وعدہ پورا کروں گی۔ اور سات انسانوں کی قربانی تمہارے حضور پیش کروں گی۔ اس کے بعد تم مجھے امر کر دو گی اور میں جوانی کے خفیہ منتر کی محتاج نہیں رہوں گی۔ اب میں تمہارے سامنے اپنا خفیہ منتر دہراتی ہوں۔"

اس کے بعد ماتا دیوی نے کسی عجیب و غریب زبان میں ایک خفیہ منتر کو چار بار دہرایا۔ ناگ پریشان ہو گیا۔ وہ اس منتر کو یاد کر لینا چاہتا تھا مگر ایک تو منتر کی زبان ایسی کرخت اور مشکل تھی کہ ناگ نے کبھی اتنی مشکل طلسمی زبان نہیں سنی تھی۔ دوسرے ماتا دیوی بڑی تیز تیز بول رہی تھی۔ وہ چار بار خفیہ منتر دہرا کر خاموش ہو گئی اور ناگ اسے یاد نہ کر سکا۔ ماتا دیوی نے جھک کر بت کے آگے تعظیم کی اور جس راستے سے آئی تھی اسی راستے سے واپس چلی گئی۔

ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے اس کی خواب گاہ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ گیا۔ ناگ کو دو باتیں پریشان کر رہی تھیں۔ ایک تو یہ وہ ماتا دیوی کا خفیہ منتر یاد نہ کر سکا تھا۔ دوسری بات یہ کہ ماتا دیوی ایک بہت بڑا ظلم کرنے والی تھی۔ یعنی وہ ہمیشہ کے لیے امر ہونے کی خاطر کچھ انسانوں کو ہلاک کر کے اس منحوس بت کے آگے ان کی قربانی پیش کرنے والی تھی۔ ناگ یہ ظلم نہیں دیکھ سکتا تھا۔

وہ ماتا دیوی کی خواب گاہ سے نکل کر واپس اسی کمرے میں آ گیا جہاں پٹاری میں زہریلا سانپ بند پڑا تھا۔ ناگ نے دروازہ اندر سے بند کر کے انسان کا روپ بدلا اور پتھر کے پتلے سے بے چین ہو کر کہا:

"یاقوت! ہم نے یہ قیمتی موقع ضائع کر دیا۔ اب شاید ماتا دیوی کبھی اس بت کے آگے یہ خفیہ منتر نہیں دہرائے گی اب وہ انسانی جانوں کی قربانی پیش کرنے والی ہے۔ یہ کم بخت منتر اتنا مشکل تھا کہ میں اس کا ایک لفظ بھی یاد نہیں رکھ سکا۔"

پتھر کے پتلے نے بڑے آرام سے کہا:

"مجھے وہ منتر یاد ہو گیا ہے۔"

ناگ نے خوشی سے چونک کر پتلے کی طرف دیکھا۔

"کیا واقعی تم سچ کہہ رہے ہو؟"

پتلا بولا: "ہم کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ کہو تو میں ابھی وہ منتر سنائے دیتا ہوں۔"

اور پتلے نے ماتا دیوی کے خفیہ منتر کو زبانی دہرا دیا۔ ناگ بے حد خوش ہوا۔ اس نے دس بارہ مرتبہ پتھر کے پتلے کے منہ سے خفیہ منتر سن کر زبانی یاد کر لیا۔ پھر کہنے لگا:

"اب ہمیں اپنے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ ہمیں بوڑھی مصرانی کو یہاں سے نکال کر باہر لے جانا ہو گا اور پھر یہ خفیہ منتر پڑھتے ہوئے اسے آگ کے شعلوں میں سے گزارنا ہو گا۔ اس کے بعد وہ اپنے آپ جوان ہو جائے گی اور ماتا دیوی پھر سے بڈھی کھوسٹ اور بیکار عورت بن جائے گی اور یوں وہ کسی انسان پر ظلم نہیں کر سکے گی۔"

پتھر کے پتلے نے کہا:

"ہم اسے اس قید خانے سے کیسے باہر نکال کر لے جائیں گے؟ یہاں تو قدم قدم پر پہرے لگے ہیں۔"

ناگ بولا: "یہی ہمیں سوچنا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتلے نے کہا:

"یہ کام تم ہی کر سکتے ہو۔ ظاہر ہے ہم مصرانی کو پانی کی نالی میں سے گذار کر نہیں لے جا سکتے۔ اسے سُرنگ کے راستے سے ہی نکال کر لے جانا ہو گا۔ ہمیں سرنگ کے راستے کا جائزہ لینا ہو گا اور راستے میں حبشی عورتیں پہرہ دے رہی ہیں تم انہیں ڈس کر موت کی نیند سلا دو۔ ہمارا راستہ صاف ہو گا۔"

ناگ نے کہا:

"میں نے آج تک کسی کا ناحق خون نہیں بہایا۔ ایسا کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ خدا مجھے اس گناہ سے بچائے۔ ہاں میں ان پہرہ دار عورتوں کے جسموں میں صرف اتنا ہی زہر داخل کروں گا کہ جس سے وہ تھوڑی دیر کے لیے بے ہوش ہو جائیں گی۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" پتلا بولا۔ "چلو۔ باہر چل کر جائزہ لیتے ہیں۔"

ناگ سانپ ہی کی شکل میں اس کمرے سے باہر راہ داری میں آ گیا۔ وہاں اس وقت کوئی حبشی عورت

ہرہ دیتی نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناگ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اچانک ایک جگہ پر وہ رُک گیا۔

پتلے نے کہا:

"رُک کیوں گئے ناگ؟"

ناگ بولا: "عجیب بات ہے یاقوت! مجھے یہاں سے عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔"

پتھر کا پتلا بولا:

"یہاں عنبر کی خوشبو کہاں سے آ گئی؟"

ناگ گردن اٹھا کر ایک جانب ہوا کو بار بار سونگھ رہا تھا۔ بولا:

"عنبر کی خوشبو اس دروازے کے پیچھے سے آ رہی ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ اس بند دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے میں جو درز تھی وہ اس میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ عنبر کی خوشبو بڑی ہلکی تھی مگر برابر آ رہی تھی۔ ناگ بڑے جوش کے ساتھ آگے بڑھا۔ آگے زینے تھے۔ وہ زینے پر سے نیچے اُتر گیا۔ خوشبو یہاں بھی ہلکی ہلکی تھی۔ ناگ رینگتا چلا گیا۔ آگے پھر ایک کوٹھڑی کا دروازہ آ گیا۔ ناگ نے کوٹھڑی کے بند دروازے سے منہ لگا کر سونگھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور بولا :

"خوشبو اندر سے آ رہی ہے۔"

ناگ نے دیکھا کہ اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا لیکن کافی تلاش کے بعد اسے دروازے کے نیچے ایک جانب چھوٹا سا سوراخ مل گیا۔ ناگ نے کوشش کرکے وہاں سے پتھر ہٹا دیئے اور پھر اندر چلا گیا۔

وہ ایک قبر ایسی کوٹھڑی میں پہنچ گیا۔ پتلا کہنے لگا:

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے ناگ۔"

مگر ناگ کو یقین تھا کہ عنبر اسی جگہ کہیں ہے۔ کیونکہ یہاں اس کی خوشبو پہلے سے زیادہ ہو گئی تھی۔ ناگ نے ایک جگہ زمین کو سونگھا اور بولا:

"یاقوت! مجھے یقین ہے کہ عنبر اس جگہ زمین کے اندر دفن ہے۔"

ناگ نے تیزی سے انسانی شکل اختیار کر لی اور زمین کو کھودنا شروع کر دیا۔ ایک فٹ زمین کھودی گئی تھی کہ عنبر کی باریک آواز سنائی دی۔ آواز زمین کے اندر سے آ رہی تھی۔

"ناگ! مجھے تمہاری خوشبو آ رہی ہے۔ کیا یہ تم ہی ہو؟"

ناگ کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا۔ فوراً جواب دیا:

"عنبر! ہاں میں ناگ ہوں۔ میں آ گیا ہوں۔"

ناگ تیزی سے زمین کھودنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد عنبر زمین کے اندر سے نکل آیا۔ اس کے کپڑے مٹی میں بھرے ہوئے تھے بولا:

"یار ناگ! اگر تم اس وقت نہ آتے تو جانے میں کتنی دیر یہاں دفن ہی رہتا۔"

پھر عنبر نے ناگ کو بتایا کہ ایک گدھ نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ ناگ بولا:

"یہ بڑی خطرناک زیر زمین سلطنت ہے عنبر! اور تمہیں مبارک ہو کہ ہمیں مصرانی مل گئی ہے۔"

"مل گئی؟" عنبر خوش ہو کر بولا "کہاں ہے وہ؟"

ناگ بولا: "وہ یہیں ہے مگر بے حد بوڑھی ہو چکی ہے۔"

عنبر حیران ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگا:

"یہ کیسے ہو گیا؟"

اب ناگ نے عنبر کو ساری کہانی شروع سے آخر تک سنا دی۔

عنبر کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں خفیہ منتر ابھی تک یاد ہے نا؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ لیکن یہ منتر مجھے ہمارے دوست پتے نے یاد کرایا ہے۔"

عنبر بولا: "تو چلو۔ ہم مصرانی کو یہاں سے نکال کر لے جاتے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"ہمیں احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ کیوں کہ اگر ماتا دیوی کو پتہ چل گیا تو وہ فوراً مصرانی کو ہلاک کر ڈالے گی۔"

عنبر اور ناگ اس تنگ و تاریک کوٹھڑی سے نکل کر زینہ چڑھنے کے بعد راہ داری میں آ گئے۔ اب وہ بوڑھی مصرانی کی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ راستے میں انہیں ایک جگہ ایک اونچی لمبی حبشی عورت تلوار لیے پہرہ دیتی نظر آئی۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا کہنے لگا:

"میں اسے بے ہوش کرتا ہوں۔"

ناگ دیوار پر رینگتا ہوا حبشی عورت کے پیچھے آ گیا۔ اس نے بڑے آرام سے اس کی پنڈلی پر ڈس کر اس کے اندر اپنا خاص مقدار میں زہر داخل کر دیا۔ حبشی عورت

کا جسم ایک سیکنڈ کے اندر اندر سن ہو گیا اور وہ بیہوش ہو کر فرش پر گر پڑی۔ عنبر اور ناگ یہاں سے آگے بڑھے۔

مصرانی والی کوٹھڑی بالکل سامنے تھی۔

کوٹھڑی میں جانے کے بعد عنبر نے مصرانی کو بوڑھی کھوسٹ عورت کے روپ میں دیکھا تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ اس نے اپنی ہزاروں سال کی زندگی میں اتنی بوڑھی عورت پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس نے مصرانی سے کہا:

"مصرانی! فکر مت کرو۔ ہم نے ماتا دیوی کا منتر معلوم کر لیا ہے۔ ہم تمہیں پھر سے جوان کر دیں گے۔"

ناگ نے بھی عنبر کی بات کی تائید کی۔ بوڑھی مصرانی یہ سن کر بڑی خوش ہوئی اور کمزور بوڑھی آواز میں رک رک کر بولی:

"عنبر! میں تم لوگوں کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔ مگر ــــ تمہیں، تم لوگوں کو ــــ بڑی احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ ماتا دیوی کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔"

ناگ بولا: "مصرانی تم گھبراؤ نہیں۔ ہم راستہ صاف کرنا جانتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور عنبر نے بوڑھی مصرانی کو گود میں اُٹھا لیا۔ بوڑھی ہونے کی وجہ سے مصرانی کا وزن بے حد ہلکا ہو گیا تھا۔ وہ کوٹھڑی سے نکل کر راہ داری میں آ گئے۔ عنبر، مصرانی کو اٹھائے پیچھے تھا اور ناگ سانپ کی شکل میں آگے آگے جا رہا تھا۔ ناگ سرنگ کے دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اسے تین جگہوں پر حبشی پہرے داروں کو ڈس کر بے ہوش کرنا پڑا۔

جب وہ تینوں خفیہ دروازے سے نکل کر سرنگ سے باہر آئے تو آسمان پر ابھی ستارے چمک رہے تھے۔ رات کا آخری پہر تھا۔ صبح ہونے میں زیادہ دیر نہیں تھی۔ انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور تیز تیز سیاہ چٹانوں میں سے گذرنے لگے۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ فضا میں پروں کی زبردست پھڑپھڑاہٹ سنائی دی۔ ناگ نے چلّا کر عنبر کو خبردار کیا۔

"عنبر! ماتا دیوی کا گدھ حملہ کرنے آ رہا ہے۔"

عنبر وہیں رک گیا۔ اس نے بوڑھی مصرانی کو ناگ کے حوالے کیا۔ ناگ بوڑھی مصرانی کو لے کر پتھریلی چٹان کی اوٹ میں چھپ گیا۔ گدھ چیخ مارتا ہوا عنبر پر جھپٹا۔ اس نے عنبر کو اپنے پنجوں میں اُٹھا کر اوپر لے جانا

چاہا مگر گدھ کو عنبر کی طاقت کا اندازہ نہیں تھا۔ عنبر نے گدھ کے دونوں پنجوں کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ گدھ اگرچہ ایک بہت بڑے ہوائی جہاز کی طرح تھا مگر وہ عنبر کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ عنبر کے جھٹکے کے ساتھ ہی گدھ زمین پر گر پڑا۔ عنبر اچھل کر اس کی گردن پر چڑھ گیا اور گدھ کی گردن پر اتنے زور سے ہاتھ مارا کہ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔

گدھ وہیں مر گیا۔ عنبر نے اسے گھسیٹ کر چٹانوں کے پیچھے ایک گہرے کھڈ میں گرا دیا اور ناگ کے پاس آ کر کہا:

"اسی گدھ نے مجھے بے ہوش کیا تھا۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ گدھ نے منہ سے بے ہوشی کا دھواں نہیں نکالا۔ ورنہ ہم سب بے ہوش ہو جاتے۔"

ناگ نے کہا:

"اب ہمیں یہاں سے بہت دُور نکل جانا چاہیے۔ گدھ کی موت کا ماتا دیوی کو پتہ چل گیا تو وہ مصرانی کی کھوج کروائے گی۔ ہو سکتا ہے وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے جادو سے مصرانی کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔"

پتھر کے پتلے نے کہا:

"تمہیں جنگل میں پہنچ کر فوراً کسی جگہ آگ کا الاؤ روشن کرنا ہوگا تاکہ خفیہ منتر پڑھتے ہوئے مصرانی کو آگ کے شعلوں میں سے گذارا جائے۔"

عنبر بولا: "پتلا ٹھیک کہہ رہا ہے ناگ۔ یہاں سے اب نکل چلو۔"

بوڑھی مصرانی کو عنبر نے اٹھا رکھا تھا۔

وہ سیاہ چٹانوں سے نکل کر جنگل میں ایک کھلی جگہ پر آ گئے۔ عنبر اور ناگ نے بہت سی خشک لکڑیاں جمع کر کے ایک جگہ آگ روشن کر دی۔

ناگ بولا: "عنبر بھائی! مصرانی کو تمہیں گود میں لے کر آگ میں سے گذارنا ہو گا۔ میں تمہیں منتر یاد کرا دیتا ہوں۔ کیوں کہ تمہیں آگ کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

عنبر نے کہا:

"ناگ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں مصرانی آگ میں جل نہ جائے۔"

بوڑھی مصرانی بھی آگ میں جاتے ہوئے ڈر رہی تھی۔

پتھر کے پتلے نے کہا:

"آگ بوڑھی مصرانی کو جلانے کی بجائے پھر سے جوان کر دے گی۔ یہ خفیہ منتر کا اثر ہو گا۔ تم بے فکر ہو کر بوڑھی مصرانی کو گود میں لے کر آگ میں سے گذر جاؤ۔ مگر خبردار منتر پڑھتے جانا۔ منتر نہ بھولنا۔ نہیں تو مصرانی جل جائے گی۔"

ناگ نے عنبر کو پورا منتر یاد کرا دیا۔

بوڑھی مصرانی اگرچہ ڈر رہی تھی اور آگ میں نہیں جانا چاہتی تھی مگر وہ اس قدر بوڑھی ہو چکی تھی کہ مجبور تھی۔ جب آگ کا الاؤ خوب روشن ہو گیا اور شعلے آسمان کو چھونے لگے تو عنبر نے خدا کا نام لے کر بوڑھی مصرانی کو اپنی گود میں اٹھایا اور خفیہ منتر کو پڑھتے ہوئے آگ میں داخل ہو گیا۔

آگ کے شعلے اس سے لپٹ گئے۔ مگر اس نے دیکھا کہ بوڑھی مصرانی پر بھی آگ کے شعلوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ عنبر برابر منتر پڑھتا جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ بوڑھی مصرانی کے بال سیاہ ہونے لگے ہیں۔

عنبر تیز تیز آواز میں خفیہ منتر پڑھتے ہوئے آگ کے شعلوں میں سے گذر گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب وہ آگ کے الاؤ سے باہر آیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مصرانی پھر سے انیس برس کی نوجوان لڑکی بن چکی تھی۔ مصرانی اچھل کر عنبر کی گود سے نیچے آ گئی اور اپنے جسم کو دیکھ کر خوشی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ پھر سے جوان ہو گئی تھی۔ اس کے بال لمبے اور سیاہ تھے۔ چہرے پر ایک بھی جھری نہیں تھی۔ اس نے عنبر اور ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ بھی بہت خوش تھی۔ مصرانی کہنے لگی:

"اگر تم لوگ اس خفیہ منتر کا راز معلوم نہ کرتے تو میں مر چکی ہوتی۔"

عنبر نے کہا:

"یہ سارا کام ناگ نے کیا ہے۔ یہ میرا دوست ناگ ہے تم سے اس کا تعارف ہو چکا ہو گا۔"

مصرانی نے کہا:

"ہاں۔ ناگ نے مجھے اپنے اور تمہارے اور پتھر کے پتلے کے بارے میں بھی سب کچھ بتا دیا تھا۔ مجھے ناگ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میں اس کا اور اس کے پتلے کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

عنبر نے مصرانی سے کہا:

"میں تمہیں ایک اور خوش خبری سنانا چاہتا ہوں مصرانی! اور وہ یہ کہ تمہارے والد کا بھی پتہ چل گیا ہے۔"

"سچ؟" مصرانی نے بے تابی سے کہا۔ "کہاں ہے میرا بابا؟ اور میری ماں بھی تو اس کے ساتھ ہی ہو گی۔"

عنبر خاموش ہو گیا۔ مصرانی نے کہا: "تم چپ کیوں کیوں ہو گئے عنبر بھائی؟"

عنبر نے مصرانی کو بتایا کہ اس کی والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ مگر اس کا باپ سرخ غار میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔ مصرانی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ناگ اور عنبر نے اسے بہت حوصلہ دیا۔

پتھر کا پتلا بولا:

"آپ لوگ یہاں دیر نہ کریں۔ اگرچہ مصرانی کے جوان ہوتے ہی ماتا دیوی بوڑھی کھوسٹ ہو گئی ہو گی لیکن ہم ابھی تک اس کی حدود میں ہیں اور وہ ہمارے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔"

چنانچہ عنبر ناگ اور مصرانی جنگل میں سرخ غار کی طرف روانہ ہو گئے۔

صبح ہو چکی تھی جب عنبر انہیں لے کر سرخ غار میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچ گیا۔ اپنی بیٹی مصرانی کو دیکھتے ہی اس کے باپ کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے۔ اس نے اپنی بیٹی کو گلے لگا کر پیار کیا اور اس کی ماں کی موت کی خبر سُنائی۔

مصرانی نے روتے ہوئے کہا:

"بابا! مجھے عنبر نے بتا دیا تھا۔ کاش! میری ماما اتنی جلدی مجھ سے جدا نہ ہوتی۔"

بوڑھے باپ نے کہا:

"بیٹی! یہ تو خدا کے کام ہیں۔ ان میں کون دخل دے سکتا ہے۔ میں عنبر کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے میری بچھڑی ہوئی بیٹی سے ملا دیا۔ اب ہم یہاں نہیں رہیں گے۔ یہ جگہ مریخ کی مخلوق سے گھری ہوئی ہے دشمن پھر مجھ سے میری بیٹی کو چھین سکتا ہے۔ ہم سوڈان کی طرف نکل چلیں گے۔"

عنبر ناگ اور پتھر کے پتلے نے بھی آپس میں مشورہ کیا تو اسی نتیجے پر پہنچے کہ انہیں جنوبی افریقہ سے نکل کر اوپر شمالی افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف چلے جانا چاہیے۔ سوڈان افریقہ کا وہ ملک تھا جو مصر کے ملک سے ملا ہوا تھا اور جہاں ہزاروں برس پہلے مصر سے

شکست کھا کر نکلنے کے بعد فرعونوں نے اپنی حکومت قائم کی تھی اور دو اہرام بھی بنائے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ چلو اس طرح سے اسے اپنے آباؤ اجداد کے اہرام دیکھنے کا بھی موقع مل جائے گا۔

چنانچہ وہ سُرخ غار سے نکل کر سوڈان کی طرف روانہ ہو گئے۔

یہ راستہ کوئی سہل اور آسان نہیں تھا۔ جنوبی افریقہ سے شمالی افریقہ کے ملک سوڈان تک کتنے ہی جنگل اور صحرا پھیلے ہوئے تھے۔ عنبر اور ناگ تو اس قسم کے خطرناک سفر کے عادی تھے۔ انہیں مصرانی اور اس کے بوڑھے باپ کی فکر تھی۔ مگر وہ لوگ بھی بہت بہادر نکلے اور بڑے حوصلے کے ساتھ جنگل میں ان کے ساتھ سفر کرتے رہے۔

عنبر ناگ کے دل میں یہ خیال بھی تھا کہ ہو سکتا ہے اس طرح سے ان کی ملاقات ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ سے بھی ہو جائے۔ یہ ہزاروں برس پرانا زمانہ نہیں تھا، بلکہ زمین پر دو ہزارویں صدی کا زمانہ تھا۔ یعنی تیسری عالمگیر ایٹمی جنگ کی تباہی کے بعد کا زمانہ تھا۔ دنیا کے تمام ملکوں کی تہذیبیں تباہ ہو چکی تھیں۔ تمام بڑے بڑے شہر پتھر اور راکھ کا ڈھیر بن چکے تھے۔ صرف جنگلوں میں کہیں کہیں انسان آباد تھے۔ دنیا کی آبادی اتنی ہو چکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی کہ بڑی مشکل سے کہیں کوئی انسان نظر آتا تھا۔

چھ ماہ تک سفر کرنے کے بعد عنبر ناگ مصرانی اور اس کا باپ ملک سوڈان میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک پرانے قصبے میں دریا کے کنارے مصرانی کے باپ کے ایک رشتے دار کی حویلی تھی۔ یہ حویلی بالکل خالی پڑی تھی۔ مصرانی کے باپ نے اسی جگہ رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ عنبر اور ناگ کچھ روز مصرانی کے باپ کی حویلی میں رہے۔ پھر انہوں نے مصرانی اور اس کے باپ سے اجازت لی اور ماریا اور کیٹی کی تلاش میں سوڈان کے قدیم ترین اور بڑے شہر خرطوم کی طرف روانہ ہو گئے۔

خرطوم کا شہر ۱۹۹۰ء میں بڑا ماڈرن قسم کا شہر تھا مگر ایٹمی جنگ کی تباہی کی لپیٹ میں آ کر یہ شہر بھی ملبے کا ڈھیر بن چکا تھا۔ کوئی بلڈنگ سلامت نہیں تھی۔ شاپنگ سنٹر پتھروں کے ٹیلے بن گئے تھے۔ کہیں کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا تھا۔ عنبر اور ناگ نے سارے شہر کو گھوم پھر کر دیکھا۔ آبادی کا کوئی نشان نہ ملا۔ کوئی ایک مکان بھی سلامت نہیں تھا۔

عنبر نے کہا:

"ہمیں سوڈان کے اہرام کی طرف جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہاں ماریا اور کیٹی کا کچھ سراغ مل جائے۔"

ناگ بولا: "ہم نے انہیں خلا میں چھوڑا تھا۔ وہ ہماری اس زمین پر کہاں سے آ جائیں گے عنبر بھائی؟"

"پھر بھی تلاش کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے ساتھ کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی کسی حادثے کا شکار ہو کر یہاں زمین پر واپس آ سکتے ہیں۔"

سوڈان کا اہرام شہر خرطوم سے باہر دس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔

یہ اہرام مصر کے ایک فرعون نے بنایا تھا جس نے مصر میں یونان والوں سے شکست کھانے کے بعد یہاں آ کر اپنی حکومت قائم کی تھی۔ پتھر کا پتلا ناگ کی جیب میں تھا اور غیبی شیشہ عنبر کی جیب میں تھا۔

حیرانی کی بات تھی کہ ایٹم بم کی تابکاری کا اثر اہرام پر نہیں ہوا تھا۔ صرف ایک طرف سے اس کے پتھروں کو تھوڑا سا نقصان پہنچا تھا اور وہ ایک جگہ سے ٹوٹ کر نیچے گر پڑے تھے۔

ناگ نے کہا:

"عنبر بھائی! ایٹمی جنگ نے تو زمین پر کچھ نہیں چھوڑا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:
"جنگ بہت بڑی لعنت ہوتی ہے۔ ہاں اگر کسی اصول کی خاطر لڑی جائے تو ہم اس کو معاف کر سکتے ہیں۔ مگر یہ ایٹمی جنگ تو دنیا پر اقتدار حاصل کرنے کے لیے لڑی گئی تھی۔ اور دیکھو تو کوئی باقی نہیں بچا۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ سوڈان کے اہرام کے پاس پہنچ گئے۔ اہرام چاروں طرف سے بند تھا۔ ناگ نے پتھر کے پتلے کو جیب سے باہر نکال کر کہا:

"یاقوت! تم اس اہرام کے پتھروں کی لہروں کو محسوس کر کے بتا سکتے ہو کہ اس کے اندر کیا ہے؟"

ناگ نے یاقوت پتلے کو اہرام کے ایک پتھر پر رکھ دیا پتلا کہنے لگا:

"ناگ! مجھے اندر سے کسی زندہ شے کی لہریں محسوس نہیں ہو رہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر کوئی جاندار چیز نہیں۔"

عنبر مسکرا کر بولا:

"ارے بھائی! یہ اہرام ہمارے دیکھے بھالے ہیں۔ ان کے اندر سوائے بادشاہوں کی لاشوں کے اور کچھ نہیں ہوتا۔"

اچانک پتھر کا پتلا بولا:

"ذرا ٹھہرو۔ مجھے کچھ محسوس ہو رہا ہے۔"

عنبر اور ناگ پتھر کے پتلے کا منہ تکنے لگے۔ پتلا خاموش تھا۔

ناگ نے کہا:

"یاقوت! تمہیں کیا محسوس ہو رہا ہے؟"

پتھر کا پتلا کہنے لگا:

"اس اہرام کے اندر کوئی زندہ انسان موجود ہے۔"

"کیا مطلب؟" عنبر نے تعجب سے کہا۔

ناگ بولا: "یہ اہرام تو ہزاروں برسوں سے بند پڑا ہے۔ اس کے اندر زندہ انسان کہاں سے آ گیا؟"

پتھر کا پتلا بولا:

"پتھروں کی لہریں کبھی جھوٹ نہیں بولتیں۔ میں ان پتھروں کی قبر کے اندر سے کسی زندہ انسان کے جسم کی لہروں کو اپنے جسم سے ٹکراتی محسوس کر رہا ہوں۔"

عنبر اور ناگ اب تعجب سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے پتلے سے کہا:

"کیا یہ کسی ایک ہی انسان کے جسم کی لہریں ہیں؟"

پتھر کا پتلا کچھ دیر چپ رہا۔ پھر بولا:

"نہیں — مجھے ایک دوسرے انسان کے جسم کی لہریں بھی محسوس ہو رہی ہیں۔ مگر یہ دوسرے انسان کی لہریں بہت کمزور ہیں۔ لگتا ہے وہ اہرام کے اندر کسی قبر نما شے میں بند ہے۔"

عنبر اور ناگ خاموش ہو گئے۔ آخر انہوں نے اہرام کے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔

○

اہرام کے اندر جو انسان بند تھے وہ کون تھے؟ ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ کا راکٹ کون سے سیارے پر جا کر اترا؟

کیا عنبر اور ناگ کی ملاقات کیٹی اور ماریا سے ہو سکی؟

ان سنسنی خیز سوالوں کے جواب کے لیے عنبر ناگ ماریا "آدھی عورت آدھا سانپ" کی قسط عنبر ۱۱۱ پڑھیے۔

میرے نام

محترم المقام جناب چچا جان سدا خوش رہیں۔

السلام علیکم!

امید ہے آپ خیریت سے ہونگے۔ ابھی کل ہی میں نے آپ کی لکھی ہوئی قسط وار کہانی "موت کا تعاقب" کی ایک قسط پڑھی۔ بے حد پسند آئی۔ چچا جان آپ نے یہ قسط وار کہانی بہت لمبی لکھی ہے۔ یہ تو آپ کی ہی ذہانت ہے۔ یہ آپ کا نمایاں کردار ہے کہ آپ نے اس کہانی کو پوری سو قسطوں میں شائع کیا۔ میرے خیال کے مطابق آپ ہی کی شخصیت ہے جنہوں نے اتنی محنت اور لگن کے ساتھ اتنی دلچسپ اور حیرت انگیز اور طویل داستان لکھنے کی سعادت حاصل کی۔

باقی چچا جان آپ کو بھی یہ معلوم ہوگا اور مجھے بھی اس بات کا بے حد افسوس ہے کہ ہمارے جانے پہچانے ادیب مقبول جہانگیر کچھ عرصہ پہلے انتقال کر گئے۔ جو میرے خیال کے مطابق آپ کے بھی عزیز دوست تھے۔ مقبول صاحب نہایت اچھے ادیب، صحافی اور بہترین کالم نگار تھے۔ جن کا کالم "حرف و حکایت" میں بڑے شوق سے پڑھتا تھا جو روزنامہ امروز میں شائع ہوتا تھا۔ یہ مقبول صاحب کا ہی حصہ ہے کہ آپ نہ صرف اس کالم کو چار چاند لگانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلکہ آپ نے اس اخبار میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ جو قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے آمین۔

میری طرف سے آپ کو اور تمام اہل خانہ کو بہت بہت سلام اور ساتھ نئے سال کی مبارک باد بھی قبول فرمائیں۔ والسلام

سعید احمد شاکر محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۱ مکان نمبر ۱۶۴/N گوجرانوالہ

پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم! یہ خط میں آپ کو ایک چھوٹا سا مشورہ دینے کے لیے لکھ رہا ہوں۔ بُرا مت مانیئے گا۔ میں نے خط میں مشورہ دینے کا لفظ استعمال کیا ہے اگر ناگوار گزرے تو معافی کا خواستگار ہوں۔ لیکن پھر میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ جو شخص ہمیں اسلام کی تعلیم دے اور غصہ کرنے سے روکے وہ خود کبھی کسی کا بُرا نہیں مان سکتا۔

اچھا خیر انکل مشورہ یا ہماری خواہش کہہ لیں وہ یہ کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا (ہو سکتا ہے غلط بھی ہو لیکن بہر حال کہنے میں کیا حرج ہے)، وہ یہ کہ خلا میں پرانے زمانے کی آوازیں اور شکلیں محفوظ ہیں۔ اور گزرے ہوئے لمحات بالکل عکس کی طرح ہو رہے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انکل عنبر ناگ ماریا آج کل اپنا سفر خلا میں گزار رہے ہیں۔ تو اگر آپ سے ہو سکے تو انہیں ان سیاروں میں لے جائیں۔ جہاں یہ سب کچھ ہزاروں سالوں سے ہو رہا ہے — اور عنبر ناگ کے توسط سے ان واقعات کو ہم تک پہنچائیں۔

خیر یہ آپ پر منحصر ہے۔ اس کے علاوہ انکل ایک بات اور وہ یہ کہ آپ جب کبھی بھی کراچی آئیں اپنی کسی ناول کے پیچھے ضرور اس بارے میں لکھیں کیونکہ دوسرے مصنفین تو ہر شہر میں باقاعدہ اپنا پروگرام سیٹ کرتے ہیں۔ کیونکہ انکل یہ ایک بہت اچھی بات ہے کہ مصنف اور پڑھنے والا ایک دوسرے سے خود مل سکے تو انکل آپ ضرور کراچی آئیں اور ہم لوگوں سے ملیں۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کے اچھے خاصے پرستار کراچی میں ہیں۔

اگر انکل آپ کو کراچی پسند نہیں تو وہ دوسری بات ہے ورنہ آپ ضرور کراچی آئیں۔ امید تو ہے آپ اس بارے میں ضرور سوچیں گے۔ ان باتوں کے علاوہ آپ کی کہانیوں کی تعریف کرنا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہو گا۔ فقط طالب دیدار

سید سلمان سلیم ۸/۹،۲ عزیز آباد، فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔

ڈیئر انکل! آداب

انکل مجھے آپ کی کہانیاں بہت زیادہ پسند ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آپ کی کہانیاں بہت شوق سے پڑھتی ہوں. میں نے سب سے پہلے جو کہانی پڑھی تھی اس کا نام "نیلی قبر کا خفیہ راستہ" تھا. اس کہانی کو پڑھ کر اور بھی زیادہ شوق پیدا ہو گیا. انکل میں آٹھویں جماعت میں پڑھتی ہوں دعا کریں کہ میں سالانہ امتحان میں اوّل آجاؤں (آمین) ثم آمین.

انکل میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ کہانیاں بھی شوق سے پڑھتی ہوں پہلے اسکول کا کام کرتی ہوں اور پھر فارغ وقت میں کہانیاں پڑھتی ہوں لیکن اب کبھی کبھی پڑھتی ہوں وہ اس لیے کہ میں نے بورڈ کا امتحان دینا ہے دعا کریں پاس ہو جاؤں (آمین)

انکل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ہماری ملاقات عنبر بھائی ناگ بھائی اور ماریا کیٹی بہنوں سے کروا سکتے ہیں. مجھے بہت شوق ہے. ان سب سے ملاقات کرنے کا پلیز آپ ہماری ملاقات کروا دیں نا انکل کیا عنبر ناگ سب حقیقت میں ہیں اگر یہ حقیقت میں ہیں تو پھر ہم ضرور ملیں گے. ان میں کسی ایک سے میری ملاقات ہو جائے تو میں یقین کروں گی کہ یہ سب حقیقت میں ہے ملاقات کے ساتھ ساتھ میرا امجد کی طرح پُراسرار دنیا کی سیر کرنے کو بھی دل چاہتا ہے مگر کیا کروں کسی سے بھی ملاقات ہی نہیں ہوئی میرے ساتھ میری سہیلی کو بھی آپ کی کہانیاں پڑھنے کا شوق ہے انکل کیا آپ مجھے امجد بھائی کے گھر کا ایڈریس دے سکتے ہیں. آپ مجھے امجد بھائی کے گھر کا ایڈریس دیں گے نا.

اچھا اب اجازت دیں. اگر کوئی غلطی ہو تو معاف کر دیجیے.

عنبر ناگ بھیا ماریا کیٹی بہنوں کو بھی سلام قبول ہو. خدا حافظ

ثمینہ نازنہ - راولپنڈی

انکل اے حمید السلام علیکم

انکل حمید میں آپ کو ایک سال بعد خط لکھ رہا ہوں آپ نے اب تک دو خطوں کے جواب دیئے ہیں اور آپ نے لکھا تھا کہ میں آٹوگراف بھیجوں گا اور آپ خود ہی خط لکھیں گے لیکن آپ نے خط نہیں لکھا. میں لکھ رہا ہوں.

عنبر، ناگ، ماریا کی ایک تو دو قسطیں پڑھ چکا ہوں اور سب حل کر دو تو دو پڑھ چکا ہوں. دو تو ناول جو خاص نمبر تھا اس کا سرورق بہت خوب صورت تھا. لیکن ۹۹ سیڑھیوں کا راز جیسا خاص نمبر نہیں لکھ سکے ایسا خاص نمبر پڑھنے کا دل چاہتا ہے. جلدی سے ناگ کو جوان کر دیں.

انکل جب خلائی انسان پہلی مرتبہ عنبر کو چھوٹا بناتا ہے. تو عنبر اپنی طاقت استعمال کر کے اپنی اصلی حالت میں آجاتا ہے لیکن دوسری بار جب اپنے کو چھوٹا کرتا ہے اور خلائی انسان پچھلے زمانے میں چلا جاتا ہے تو عنبر چھوٹا ہی رہتا ہے یہ بات غلط دکھائی ہے. خیر یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو ہوتا ہی ہے۔

آپ نے خلائی سفر شروع کر کے اچھا کیا کم از کم ہم اپنے پسندیدہ کرداروں سے دوبارہ مل سکیں گے۔ انکل عنبر ناگ ماریا کو آپ نے اُن کے باپ سے تو ملایا ہی نہیں ہماری خواہش تھی کہ اپنے باپ سے عنبر کی ملاقات ہو جائے لیکن نہیں ہوئی۔ اور اپنے پچھلے پانچ ہزار سال پہلے لوٹ جائیں لیکن آپ نے تو ملایا ہی نہیں اچھا اب خط بند کیا۔ خدا حافظ

ندیم غوری بلاک نمبر ۵ کوارٹر نمبر ۱۱۱ اورنگ آباد ناظم آباد کراچی ۱۸

○

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

امید ہے کہ جناب خیریت سے ہوں گے۔ انکل! میں پہلی مرتبہ آپ کو خط لکھنے کے لیے قلم اٹھا رہا ہوں۔ میں آپ کی عنبر ناگ ماریا سیریز بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ ان کا خلائی سفر امید ہے ہے کہ پہلے کے سفر کی طرح دلچسپ ہو گا اور بوریت کی شکایت نہیں کرنی پڑے گی۔ اور یہ سفر بھی معیار پہ پورا اترے گا اور اس کے اعزاز میں دوبارہ قلم اٹھانا پڑے گا۔ تب تک کے لیے اجازت۔ خدا حافظ

فقط آپ کا ایک قاری

سمیع اللہ مکان نمبر ۹۴۶ نیا محلہ نواں شہر ایبٹ آباد

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۴/۵۰

۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۴/۵۰

۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۴/۵۰

۱۰۴ خلائی کمرہ ۴/۵۰

۱۰۵ مُردوں کا ستارہ ۴/۵۰

۱۰۶ خونخوار انسانی لومڑی ۴/۵۰

۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۴/۵۰

۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۴/۵۰

۱۰۹ غیبی شیشہ ۴/۵۰

۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۴/۵۰

۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۴/۵۰

۱۱۲ خلائی مخلوق ۵۰/

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ

۱۲-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸